معتبر محمود ہے اسکا سُخن   زندگی کو آئینہ دکھلائے جس کی شاعری

شعری مجموعہ

پروازِ تخیّل

از

محمود شریف محمود

جو نہیں اپنے دور کا عکّاس   شاعری کا وہ آئینہ کیا ہے؟

مجموعہ کلام	پرواز تخیل
شاعر	محمود شریف محمود - بی - اے (عثمانیہ)
سرورق	سید عمر مجتہدی - چنچل گوڑہ
کمپیوٹر کمپوزنگ	سید علی نظامی، 686-4-16 ، چنچل گوڑہ
طباعت	کریسنٹ آفسیٹ پرنٹر سلطان پورہ - حیدرآباد
ماہ و سنہ اشاعت	اکتوبر ۱۹۹۴ء
جزوی تعاون	اردو اکیڈیمی آندھرا پردیش - حیدرآباد
قیمت	(60) ساٹھ روپیہ

ملنے کے پتے:

حسامی بکڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۲

مکتبہ اسلامی، چھتہ بازار، حیدرآباد

الکتاب، عابڈز، حیدرآباد

بمکان مصنف:

660/A -4-16 ، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۴ - اے - پی

اِنتساب

والدہ مرحومہ فاطمہ النساء بیگم صاحبہ
والدِ مرحوم حکیم محمد ابراہیم شریف صاحب

اور

زندگی کی ساتھی جسکا ساتھ دستِ اجل نے چھین لیا۔
رابعہ بانو مرحومہ

کے نام

کچھ اپنے بارے میں

نام

محمد محمود شریف قادری والد حکیم ابراہیم شریف صاحب قادری مرحوم

ادبی نام اور تخلص: محمود شریف محمودؔ جس نے ۵/ جولائی ۱۹۲۴ء کو اس دنیائے رنگ و بو میں پہلی سانس لی

تعلیم:

مادرِ علمی جامعہ عثمانیہ نے ۱۹۵۴ء میں ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھوں بی۔اے کی ڈگری عطا کی۔ میٹرک ۱۹۴۱ء میں کامیاب کرچکا تھا لیکن معاشی رکاوٹوں نے اعلیٰ تعلیم میں پیش قدمی سے روک دیا۔ سرکاری ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ ایوننگ کالج کے قیام نے اعلیٰ تعلیم کا موقع عطا کیا۔ انٹرمیڈیٹ میں میرٹ اسکالر شپ حاصل ہوا۔ بی۔اے میں زبان اردو میں امتیازی کامیابی حاصل ہوئی جو ڈاکٹر زور، عبدالقادر سروری اور سید محمد جیسے پروفیسر صاحبان سے فیض یابی کا نتیجہ تھا۔

علمی اور ادبی مصروفیات

کا آغاز تعلیمی سال ۳۹-۱۹۳۸ء میں ہوا۔ جناب اقبال علی صاحب زیدی مرحوم نے دار العلوم ہائی اسکول میں چند منتخب لڑکوں کے ساتھ مجھے بھی فن تقریر سکھانا شروع کیا۔ اچھی تقریر کے لیے علمی اور ادبی مطالعے کے ساتھ ساتھ شعراء کے کلام کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ موزوں اشعار کا استعمال تقریر کو زیادہ موثر بناتا ہے۔ دوسرے ہی سال میں اسکول کی تقریری ٹیم میں شامل ہوگیا اور کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ سال تعلیمی ۴۱-۱۹۴۰ء کے اسکول الیکشن میں انجمن اتحاد طلباء دار العلوم کا نائب صدر منتخب ہوا جس [illegible] عبدالستار صاحب پرنسپل دار العلوم ہائی اسکول [illegible]

شاعری سے دلچسپی اور شعر گوئی کا آغاز:

میں شاعر ابنِ شاعر نہیں ہوں۔ شاعری سے دلچسپی بچپن ہی سے رہی جس کی بنیادی وجہ فطری لگاؤ اور بیت بازی کا شوق ہے اور اسی دوران کبھی کبھی ہلکے پھلکے شعر بھی موزوں کر لیے لیکن صرف بیت بازی کی خاطر۔ ۱۹۴۱ء میں اسکول میں مشاعرے منعقد کرنے کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی۔ اسی زمانے میں غزل بھی چپکے چپکے دبے پاؤں میری زندگی میں داخل ہو گئی۔ اپنی غزل اسکول کے اساتذہ کو جو خود بھی شاعر تھے بتلا دیا کرتا تھا جن میں قابلِ ذکر جناب اقبال علی زیدی صاحب، جناب عبدالمجید صاحب اور جناب عبدالحق صاحب ہیں۔ عروض کی ابتدائی معلومات ان ہی حضرات سے حاصل ہوئیں اور ان ہی کے مشورے سے کتابوں کا مطالعہ بھی کیا۔ یہی روایتی تلمذ کا بدل ثابت ہوا۔

۴۴۔۱۹۴۳ء کے سال تعلیم کے دوران محلہ کاچی گوڑہ میں "بزم ادب کاچی گوڑہ" کا قیام عمل میں آیا جس کے بنیادی اراکین میں سید علی برتر، افتخار اعجاز، کلیم قادری (اس وقت میرا تخلص یہی تھا) ۔نظام الدین انجم ۔ ضیاء الدین ذاکر، مصباح الدین شکیل (جو پاکستان کے مشہور مولانا ہیں) شامل تھے۔ کلیم قریشی (جنہوں نے "طور تغزل" میں بزم ادب کاچی گوڑہ کا ذکر فرمایا ہے) شہباز پرویز اور دوسرے بہت سے احباب اس میں شامل ہو گئے۔ بزم ادب کاچی گوڑہ نے فن تقریر و تحریر کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی مشق و تربیت کا بھی ایک جامع پروگرام کے تحت انتظام کیا۔ ہم فنِ شاعری کے متعلق کتابوں کا مطالعہ کرتے غزلیں اور نظمیں کہتے اور مقررہ پروگرام کے تحت جمع ہو کر کلام سناتے جس پر تنقید و تبصرہ ہوتا ان نشستوں میں اکثر و بیشتر ہماری رہنمائی پروفیسر عبدالقیوم خاں باقی فرماتے اور کبھی کبھی پروفیسر غلام دستگیر رشید بھی موجود ہوتے تھے اس طرح اجتماعی تربیت ہوتی تھی۔

"بزم ادب کاچی گوڑہ" کی میں نے ابتداء ہی سے بہ حیثیت خازن خدمت انجام دی۔ ۱۹۴۸ء میں صدر منتخب ہوا۔ ۱۹۵۶ء تک رکن عاملہ رہا۔ ۵۶۔۱۹۵۵ء میں بزم کے بہت سے سرگرم اراکین بسلسلہ ملازمت حیدرآباد سے باہر چلے گئے۔ مجھے بھی ریاست کی لسانی تقسیم کے باعث بمبئی جانا پڑا وہاں کی مشینی زندگی نے میری ادبی زندگی کو صرف مطالعے کی حد تک محدود کر دیا۔ محکمہ معتمدی طبابت حکومت مہاراشٹرا کے مددگار کی حیثیت سے وظیفہ حاصل کر کے حیدرآباد واپس ہونے کے

بعد میری شاعری کے دوسرے دور کا آغاز ہوا میں نے کلیم قادری کی بجائے محمود تخلص اختیار کر لیا

شعر و ادب کی انتظامی خدمت کا شوق جو لڑکپن اور جوانی میں رہا وہ اس دور میں کچھ زیادہ ہی ہو گیا۔ بفضلِ خدا " بزمِ اکبر " اور " بزمِ قادریہ " کے معتمد عمومی اور ادارہ ادب اسلامی کے خازن کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہا ہوں۔ بزم " حکمت سخن " کا نائب صدر بھی ہوں۔

میرا کلام حیدرآباد کے اخبار سیاست، رہنمائے دکن، منصف، اردو اکیڈیمی کے رسالہ " قومی زبان شگوفہ، فنکار، شاداب کے علاوہ دہلی کے سہ روزہ " دعوت " اور رام پور کے ذکری ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، الحسنات ڈائجسٹ میں شائع ہوا کرتا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے مشاعروں " کلام شاعر اور صدائے ناتمام " کے علاوہ ٹی۔ وی پر بھی کلام پیش ہوا ہے۔ اس مجموعے میں حمد کے علاوہ نعتیں، منقبتیں، غزلیں قطعات موضوعاتی کلام اور متفرق اشعار شریک ہیں۔

مجموعے کی ترتیب و اشاعت کے لیے کئی ساتھی شعراء کا اصرار تھا۔ میرے لڑکپن کے ساتھی جناب سید برترہم۔ اے، ایم۔ ایڈ (سابق مہتمم تعلیمات) نے اس کی ترتیب کے لیے نہایت قابل قدر مشورے دیئے جس کے لیے ان کا مشکور و ممنون ہوں۔ طباعت کے سلسلہ میں اپنے سب سے قریبی دوست جناب ابوالفاروق شعور کے تعاون کا بھی مشکور رہوں۔ آخر میں خدائے بزرگ و برتر، رحمٰن و رحیم کا نہایت عجز و ادب سے شکر ادا کرتے ہوئے عرض ہے۔

دیارِ فکر کا محمود ہوں ایاز نہیں　　　خدا کی دین ہے آقا کی ہے نگاہِ کرم

محمود شریف محمودؔ کی شاعری ۔ ایک مختصر جائزہ

سید علی برترؔ خوندمیری

یم ۔ اے ، یم ۔ ایڈ (سابق ڈی ۔ ای ۔ او)

جناب محمود شریف محمودؔ میرے بچپن کے ساتھی ہیں، ہم دونوں ایک ہی جماعت کے طالب علم تھے
ت، ہمارے مدارس الگ الگ تھے ۔ میں چادر گھاٹ ہائی اسکول میں پڑھتا تھا اور محمود دارالعلوم ہائی اسکول
، طالب علم تھے ۔ ہماری شامیں بلکہ راتوں کے ابتدائی حصے کاچی گوڑہ کے ایک علمی ادبی ادارہ (بزم ادب
، گوڑہ) میں بسر ہوتے جہاں ہماری ذہنی صلاحیتیں اور تقریری و تحریری کاوشیں ترقی کرتی تھیں ۔ اس بزم
، مشاعرے بھی ہوا کرتے تھے اور ہماری ابتدائی شعری کوششیں بھی یہیں شروع ہوئیں ۔ پھر ایک زمانہ
آیا کہ محمود شریف محمودؔ کو ملازمت کے سلسلہ میں مہاراشٹرا جانا پڑا ۔ کچھ سال پہلے جب وہ وظیفہ حسن
ست پر علحدہ ہوئے تو پھر حیدرآباد آگئے ۔ حیدرآباد آنے کے بعد انہوں نے نئے سرے سے شاعری کا آغاز
اور چند ہی روز میں حیدرآباد کے ادبی اور شعری حلقوں میں کافی مشہور ہوگئے ۔ محمود شریف محمودؔ کی زیر
ِ شعری تخلیق جس کا نام انہوں نے " پروازِ تخیل " رکھا ہے پڑھنے والوں سے ضرور خراجِ تحسین حاصل
ے گی ۔

محمود شریف کے اس مجموعہ شعر میں حمد ، نعتیں ، منقبتیں اور غزلیں ہیں ۔ انہوں نے بعض بہت
، قطعات بھی کہے ہیں ۔ آخر میں کچھ موضوعاتی کلام بھی نظموں کی شکل میں شامل کیا گیا ہے ۔ میں اس مختصر
ف میں ان کی شاعری کے کچھ محاسن آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا ۔

محمود شریف محمودؔ نے محنت اور لگن سے اپنے اشعار کو اونچا اٹھانے اور معیاری بنانے کی پوری
شش کی ہے چاہے نعت ہو یا غزل آپ ان کے اشعار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ نعت میں بھی
ں نے روایتی انداز سے الگ خوبصورت اشعار کہے ہیں ۔ میں سب سے پہلے ان کے حمد نعت اور منقبت
کچھ اشعار پیش کروں گا ۔

حمد

خیالِ خام کے بت ٹوٹ کر گرے دل سے
اُتر جو دل میں گیا لا الہ الا اللہ
رکھے ہے قلب کو محمودؔ یہ سدا روشن
ضیائے شانِ خدا لا الہ الا اللہ

سہاروں کا سہارا ہے خدا تُو
مرا مولیٰ مرا مشکل کشا تُو
وہاں تو پیاس نظروں کی بجھانا
یہاں نظروں سے پوشیدہ رہا تُو
یہاں رُسوا وہاں برباد ہونگے
نہ ہونا خالقِ عالم خفا تو

ہوئی جس سے تخلیق دونوں جہاں کی ۔ ترا لفظ " کن " ہے ہنرور خدا!

ہوتی ہے کبھی اُسکی جو اک چشم کرم بھی
پل بھر میں سنور جاتے ہیں تقدیر کے خم بھی
لاتی ہے دعاء عرش سے رحمت بھی کرم بھی
ہو ساتھ اگر دل کی تڑپ ، دیدہ نم بھی
خود بڑھ کے چلا آتا ہے وہ چار قدم اور
ہم اُسکی طرف جائیں اگر ایک قدم بھی

غزلوں میں بھی حمد کے اشعار اشارۃً لانے میں محمود شریف محمُود کو خاص ملکہ حاصل ہے ۔ یہ دو شعر ملاحظہ فرمائیں ۔

اُسکے سنگ در پہ اپنا سر جھکا
گہرائی کے دریچے وا ہوتے

یوں تو نظروں سے ہماری وہ نہاں ہوتی ہے
ہم جہاں جائیں وہ چشم نگراں ہوتی ہے

دل کی لگی یہ آپ کو کردے گی کیا سے کیا
حسنِ ازل سے دل کو لگاکر تو دیکھیے
اُس کو خموشیوں کی زباں سے پکار کر
دل کی صدا سے سناکر تو دیکھیے

نعت

محمود شریف محمودی کی نعتوں میں اشعار کا انتخاب کافی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا ہر شعر ایک خاص وجدان لیے ہوئے ہوتا ہے۔ نمونے کے لیے چند شعر پیش ہیں۔

رہِ عمل میں جو روشن ہیں نقشِ پا اُنکے
ہر ایک نقش جہاں کے لیے مثالی ہے

قسم خدا کی خدا کا وہ ہو نہیں سکتا
وہ جس کا قلب ہی حُبِّ نبیؐ سے خالی ہے

دامنِ رحمت سے ان کے ہر کسی کو آس ہے
ایک دامانِ کرم اور عاصیوں کے سلسلے

آپ کو گر نہ بھیجتا ہم نہ خدا کو جانتے
اسکے ہمارے درمیاں آپ کی ذاتِ پاک ہے

لیجائے گر مقدر ہم کو نبیؐ کے در پر
بہتر ہیں چند لمحے برسوں کی زندگی سے

رہنما سیرتِ اقدس کو بنالے جو کوئی
وہ نہ بھٹکے گا کسی دشتِ پریشاں میں کبھی

اپنی زبانِ دل پہ تھا نام شہہِ ہدیٰ
سب حادثے پلٹ گئے آ آ کے سامنے

جو دعاء ان کے وسیلے سے نہیں مانگی گئی
عرشِ اعظم پر پہنچنے سے بہت مجبور ہے

گئے تو طاعت و الفت میں جاں لٹا کے گئے
نبیؐ سے جن کو محبت تھی نقدِ جاں کی طرح
ہے جس میں الفتِ محمود دو جہاں محمودؔ
وہ دل چمن ہے مہکتا ہے گلستاں کی طرح

سمجھنا ہے جو قرآں کو حیات طیبہ دیکھو
سمجھ پاؤگے کیا محمودؔ قرآں صرف قرآں سے

اک ان کے وسیلہ سے ملے گا ہمیں سب کچھ
پیدا تو کریں پہلے طلبگار کے انداز

اسوہ وہ شاہِ دیںؐ کا بتاتا ہے یہ ہمیں
رکھنا حدودِ دین میں سنسار سے غرض
جب تک کہ دل کی آنکھ سے آنسو نہ ہو رواں
رحمت کو کیا پڑی ہے گنہ گار سے غرض

تھی روز ازل جسکی چمک عرشِ علیٰ پر
چمکا ہے وہی نور یہاں غارِ حرا سے

مالک ترے الطاف کی کچھ حد نہیں ہوگی — مٹی جو مری موت کو طیبہ نگری دے
اللہ مجھے حوصلہ مدح نبی دے — کہتا ہی رہوں رحمتِ عالم کے قصیدے

خود ہی بھٹک بھٹک کے اندھیروں میں گم ہوئے
ہٹ کر چلے جو نورِ خدا کی ڈگر سے دور

خدا کے نور کا ایسا ہے شاہکار کہاں — کسی کے حُسنِ عمل میں ہے یہ بہار کہاں
ملا کسی کو خدائی پہ اختیار کہاں — مرے رسول ؐ کے جیسا خدا کا یار کہاں
بہار گلشن دل ہے تو ان کی یاد سے ہے — نبیؐ کی یاد نہ مہکے تو پھر بہار کہاں

اُٹھے جہاں سے تو محوود خلد میں ہونگے — خدا کے نور سے جو لو لگائے بیٹھے ہیں

تہی دامن نہ لوٹے گی دعا عرشِ معلی سے — نبیؐ کا واسطہ دیکر خدا سے مدعا کہئیے

ہر دعا کے ساتھ ہم نے اُن پہ بھیجا ہے درود — ہر دعا کو انکی رحمت کا سہارا ہوگیا

جس کسی پر پڑگئی اس نُور پیکر کی نظر — وہ جو ذرّہ تھا چمک کر اک ستارہ ہوگیا

ملائیت نے دینِ محمدؐ کا راستہ — کٹ حجتی سے بھول بھلیاں بنا دیا

کعبہ میں جو حجر ہے وہ کتنا ہے خوش نصیب
پھر اسکے بعد ہے تو درِ مصطفیٰؐ کا سنگ
جب اُن کی یاد سے نہ بندھے زندگی کی ڈور
اس زندگی کا حال ہے جیسے کٹی پتنگ

طیبہ کی سمت اہلِ نظر دیکھتے رہے — ذرّوں میں اُس کے شمس و قمر دیکھتے رہے

دشمن گئے جو ثور پہ ان کو نہ پاسکے — مکڑی کا غار پر وہ ہنر دیکھتے رہے

محمود ان کو وہ بھی سمجھ پا نہیں سکے — ترسٹھ برس جو شام و سحر دیکھتے رہے

سبب تخلیق عالم کا محمدؐ نام ہے جن کا — سبھی کچھ ان کا ہے صدقہ محمدؐ نام ہے جن کا
ہر اک لمحہ شفاعت کی جہاں خیرات بٹتی ہے — مرے آقا کا ہے روضہ، محمدؐ نام ہے جن کا

ہیں فرازِ عرش پر اُن کے قدم — اِس زمین و آسماں کا ذکر کیا
کس قدر روشن ہیں اُن کے نقشِ پا — کہکشاں کیا کہکشاں کا ذکر کیا

ان کا مقام حدِ تعین سے ہے پرے — اللہ کو پتہ ہے بس ان کے مقام کا

ہر اک بشر بشر تو ہے خیرالبشر نہیں — کہتے ہیں لفظ خیر فقط اک بشر کے ساتھ

دکھاتی ہے رہِ خلد بریں جو — نبیؐ کی وہ مثالی زندگی ہے

جسکے صدقے میں سب خدائی ہے — وہ محمدؐ کی مصطفائی ہے
ان کے نعلین کی نہ کچھ پوچھو — عرشِ اعظم تلک رسائی ہے
جس پہ شاہوں کے تخت ہیں قرباں — میرے آقا کی وہ چٹائی ہے

کلمے میں حق کے بعد محمدؐ کا نام ہے — بتلا دیا خدا نے جو ان کا مقام ہے

حدودِ وقت میں تھا ہر نبیؐ کا دور مگر — زماں کی قید کہاں سرورِ زماں کے لیے

بیں نواسے کو ہے پتہ راز درونِ عشق ہے جو کربلا کی بات

--

یکھو اک معجزہ ہے یہ بھی اُمّی لقب ہے انکا جو بحرِ آگہی ہے
اده اُپنے نبی سے الفت ایماں کی پختگی کو یہ امرِ لازمی ہے
جاں ہے ذکرِ محمدؐی میں رستہ پہ انکے چلنا معراجِ زندگی ہے
ت محمودؔ شاہِ دیں نے خود اپنی زندگی کے ہر ایک عمل سے کی ہے

--

ناز گلوں کو نہیں رہا مہکا ہے جب چمن میں پسینہ رسولؐ کا
د خالقِ اکبر نے یہ مقام کلمہ خدا کا آدھا ہے آدھا رسولؐ کا

جیئے تو دست و بازو تھے مرے تو دفن پہلو میں
نبیؐ سے ہے انوکھا رابطہ صدیق اکبرؓ کا

--

نہ ہو سب سے مکرّم کیوں نہ ہو سب سے مفخّم کیوں
شہہِ بطحیٰ کی اُمت میں وہ پہلا ابنِ آدم ہے

--

ں ہی پیاسوں کے پاس جب وہ دور تھا عمرؓ کا خلافت عمرؓ کی تھی
ن کے پرچم کو ہر طرف اللہ کے کرم سے قیادت عمرؓ کی تھی

--

صفحات پر محمودؔ ہے جسکی سیاست کے افق پر وہ قمر فاروق اعظمؓ ہیں

--

لم آئی بارہا اسلام کے یوں نمایاں اغنیاء میں حضرتِ عثمانؓ تھے

--

اُنکے در تک جاکے پہنچا اولیا کا سلسلہ درمیانِ اولیاء اور مصطفیٰ ہیں

دیتے ہیں راہِ خدا میں جگر کے ٹکڑے تک کہاں سے لائے کوئی یہ سخاو

سرِمُو بھی نہیں ہٹنا کبھی سنت کے رستہ سے تھی ساری زندگی ایسی کرامت غوث
وہ گِرتوں کو اٹھالینا انہیں اپنا بنالینا گلے سے پھر لگا لینا ہے عادت غوث

یہ مختصر تعارف یا غوثؒ ہے تمہارا تم چاند اولیا میں ہر اک و
طوفاں میں ہو جو کشتی مل جائے گا کنارا کردیں جو اذنِ حق سے غوث الو

غزلیں

۱ ۔ تغزل

سُلگی تو یہ بجھی نہیں محمودؔ پھر کبھی یہ دل لگی کی آگ یہ وارفتگی

تھا درد کا اک رشتہ اس آگ سے پانی کو جب آگ لگی دل میں آنکھوں =

سہہ سہہ کے ستم ان کے ہنس ہنس کے وفا کرنا
دستورِ محبت ہے مرمر کے جیا کرنا

ذمہ مرا جو حشر سے پہلے اٹھے نہ حشر
پردا ہٹاکے سامنے آکر تو دیکھیے

تلخ یادوں نے چھین لیں نیندیں پھول بستر کے بن گئے

توہینِ محبت ہیں مسلک میں محبت کے — نظروں کی زباں سے بھی شکوے جو نکل جائیں

رسمِ الفت کی نہ پوچھو ہے یہ جاری ہر طرف — کیا ہوا رسمِ وفا کو رہ گئی کیوں نام کی

پلکوں سے جو ڈھلکے عارض پر وہ درد کا مظہر ہوتا ہے
آنسو جو سرِ مژگاں ٹھیرے وہ غم کا سمندر ہوتا ہے
تاثیرِ محبت کے صدقے تنویرِ محبت کے قرباں
جس سمت نگاہیں جاتی ہیں وہ حسن کا پیکر ہوتا ہے

اس سے بہتر کوئی محمود نہ مصرف ہوگا — دولتِ دل ہے محبت پہ لٹا دی جائے

سبھی کچھ اک اسکے سوا بھول جاؤ — کہ محمود معراج الفت یہی ہے

تیغِ قاتل سے ہو بسمل یا وہ سولی پر چڑھے — عشق کو محمود کیا پروا کسی انجام کی

پوچھتے ہو ہم پہ کیوں شیدا ہوئے — آپ کیوں یہ حُسنِ سرتا پا ہوئے

یوں تو دنیا کی ہر ایک چیز خریدی ہے مگر — پیار سچا کبھی دولت نے خریدا ہی نہیں

۱۱ نازک خیالی۔ مضمون آفرینی

ناپنا کیا ہے کسی پیڑ کی اونچائی کو — دیکھنا ہے کہ ملے گا ہمیں سایا کتنا

دولت ملی ہے خوب مگر چھن گیا سکوں — سودا ہوا ضمیر کا جو بیچ کر دماغ

فلک بھی جنکی بلندی پر ناز کرتا ہے ــــ زمیں پہ ایسے کئی خاکسار گذرے ہیں

جوڑ دے اپنے ہنر سے جب کوئی پنچھی انہیں
بکھرے بکھرے ہیں جو تنکے آشیاں ہوجائیں گے

III نئے خیال۔ حسن تعلیل وغیرہ

صحرا کی تیز دھوپ میں تنہا نہیں ہوں میں ــــ کرنوں کے کاروان میں چلتا ہے آفتاب

آؤ مٹالیں بیٹھ کے آپس کے اختلاف ــــ ڈالو نہ گھر کی بات کو باہر کے چار میں

برق گرتی ہے زمیں پر خاک میں ہوتی ہے گُم
آگ اوروں کو جلاکر خود بھی ہوجاتی ہے خاک

سکڑ کر تیز ہوجاتے ہیں کانٹے ــــ بہار آتی ہے کانٹوں پر خزاں میں

کھاکے پتھر بھی جواباً جو ثمر دیتا ہے ــــ ہم اُسی صبر کے پیکر کو شجر کہتے ہیں

IV ـ محاورے۔ ضرب الامثال۔ ضمیر قبل الذکر

اُن کا غرورِ حُسن بھی نذرِ خزاں ہوا ــــ جب آب و تابِ حسن و جوانی ہوئی ہوا

دیکھ تو لیتے ہیں سب کچھ۔ کچھ سمجھ سکتے نہیں
آنکھ والوں کی بھی عقلوں پر جو پڑجاتی ہے خاک

شرارتوں کا شجر ہی جو کاٹ کر رکھ دو رہے گا بانس ہی باقی نہ بانسری ہوگی

اب انکی نگاہوں میں کیا رنگ حیا ہوگا آنکھوں کا حسینوں کی جب مرہی گیا پانی

کیوں دوش دیں کسی کو گلہ کس سے کیا کریں آیا ہے اپنے سامنے اپنا لیا دیا
اہلِ دنیا سے صلے کی نہ توقع رکھنا کر کے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے
مانا نظر کو ان کے نظارے کی ہے طلب ظرفِ نظر کو ٹھوک بجاکر تو دیکھیئے
پیٹنا کیا فقط لکیروں کو وقت کا سانپ جب نکل جائے
بات ہے جب کہ قریب آکے لبھائیں دل کو دور رہ کر تو سبھی ڈھول سہانے ہونگے

V شعروشاعری

شاعری میں گل و بلبل کے فسانے چھوڑو فکرِ محمود مسائل کے حوالے کردو

جب گلے کے زور پر ہو شاعری فکر کا فن کا زباں کا ذکر کیا

VI زندگی کی حقیقتیں اور واقعہ نگاری

جو سایہ دار ہے محمود اور ثمرور بھی اُسی درخت کو پتھر ستائے جاتے ہیں

لوریاں دے دے کے پھولوں پر سلاتی ہے کبھی - زندگی کانٹوں کے بستر پر رلاتی ہے کبھی

چند سانسوں کے سوا محمود یہ کچھ بھی نہیں اپنا مقصد آپ ہی جب بھول جائے زندگی

دو پل کے لئے مسکالینا ہنس ہنس کے ذرا اِترا لینا
پھر دھوپ میں تپنا مرجھانا ہر گل کا مقدر ہوتا ہے

مال تو مال، نہیں جاں بھی ہماری اپنی — زندگی قرض ہے اور موت تقاضائی ہے

ہوئی جو شام تو تابندگی کہاں ہوگی — رہے گا نیّرِ تاباں بھی ضَوفشاں کب تک

نہیں محمودؔ یہ پھولوں سے خالی — یہ مانا زندگی کانٹوں بھری ہے

ذرا سی ڈھیل دے کر پھر سزا قدرت ہی دیتی ہے
جو مجرم کو عدالت سے سزا ہونے نہیں پاتی

زندگی لگتی ہے صدیوں کی مسافت لیکن — کہنے والے اسے دو دن کا سفر کہتے ہیں
خلوص و مہر و محبت کی اب نہ کچھ پوچھو — دلوں میں فاصلے ہاتھوں میں ہاتھ ہوتے ہیں

VII دنیا

بدلے ہوئے مزاجِ جہاں کا یہ حال ہے — زخمی ہوا خلوص وفا پائمال ہے

حقیقت کی دنیا میں کانٹے زیادہ — گُلوں سے بھری ہے فسانوں کی دنیا

اہلِ دنیا سے صلہ کی نہ توقع رکھنا — کرکے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے

درد و آلام و مصائب سے بھری ہے دنیا — کیسے اس دور میں جینے کی دعا دی جائے

VIII عزم، ہمت، عمل

کانٹوں میں جو بے خطر گئے ہم ۔ دامن کو گلوں سے بھر گئے ہم

دھڑکتا دل ہی تھا محمود زندگی کا نشاں یہ دیکھ لاش بڑی ہے یہاں قرار کے بعد

حُسنِ تدبیر کے شانے سے سنور جائے گی وقت و حالات کی یہ زلفِ پریشاں اک دن

غیر کی بے ساکھیوں کا کیوں سہارا لیں کبھی
کامرانی کیا جو خود اپنے ہی بل بوتے نہیں

شوقِ منزل ہے تو پھر دھوپ میں چلنا ہوگا ہوں جو شعلے بھی تو شعلوں سے گذرنا ہوگا

جان جاتی ہے تو جائے نہ ہو پسپا کوئی کشتیاں توڑ دو ساحل کے حوالے کردو

پسینہ بن کے خوں مٹی میں جب شامل نہیں ہوتا
درختِ آرزو سے کوئی پھل حاصل نہیں ہوتا

لگائے جاتا ہے پھر وقت ٹھوکریں بھی انہیں
جو ہوشیار نہ ہوں وقت کی پکار کے بعد

IX مسائل حاضرہ۔ سماجی

تفرقے، پھوٹ، تعصب یہ فسادوں کا چلن ان سے بڑھ کر کوئی تہذیب کے ناسور نہیں

جس سے کردار کی دولت ہی سنبھالی نہ گئی قوم وہ قعرِ مذلت سے نکالی نہ گئی

علم کی روشنی پھیلی ہے زمانہ میں مگر تنگ حالی نہ گئی ، پست خیالی نہ گئی

وہ خلوص و دردِ دل انسانیت پاس وفا
کیا خبر تھی سب کے سب اک داستاں ہوجائیں گے

توڑ دیتی ہے خون کے رشتے وہ سفیدی جوآب لہو میں ہے

دردِ دل انسانیت پاسِ وفا کم سے کم ہوتے گئے عنقا ہوئے

گل برستے ہیں ان کے ہونٹوں سے جن کے سینوں میں ہیں بھرے کانٹے

اس طور سے بدلا ہے اب رنگ زمانے کا کانٹوں سے وفا کرنا پھولوں سے دغا کرنا

سب کے چہروں پہ تبسم کی لکیریں ہیں یہاں دل کی پوچھو نہ مگر ، دل کوئی مسرور نہیں

ہو اگرِ نذر خزاں تیرا گلستاں غم نہ کھا لوٹ کر پھر آئے گی فصلِ بہاراں غم نہ کھا

جانے کس قعرِ مذلت میں گرے گی نسلِ نو دن بدن اخلاق کا معیار ہے گرتا ہوا

غم کی فطرت ہے کہ گھبراؤ تو بڑھ جاتا ہے غم
سر پہ آئیں غم کے طوفانوں پہ طوفان غم نہ کھا

دیارِ ہند میں معصوم دلہنوں کے لئے بنیں گی قتل کا سامان شادیاں کب تک

زر نہ دیں جو منہ مانگا کوئی بر نہیں ملتا زندگی کے ساتھی کو لڑکیاں ترستی ہیں

X مسائل حاضرہ۔ سیاست قومی و بین الاقوامی

بدلتے وقت نے گِن گِن کے انتقام لیے　　ہوا زوال جو ظالم کا اقتدار کے بعد

اڑتے تھے اقتدار کی اونچی ہوا میں جو　　اک پل میں گر گئے جو دغا دے گئی ہوا

برائے نام ہے قوموں کی انجمن اب تو　　سلامتی کا ادارہ ہی خود ستمگر ہے

سلامتی کا ادارہ ہی جب ستمگر ہو　　کہاں سکون کہاں امن و آشتی ہوگی

نہ تھا یہ حال سیاست کا دور ماضی میں　　کبھی نہ تھی یہ شرافت سے اتنی بیگانہ
جہانِ نو میں سیاست اسی کو کہتے ہیں　　اِدھر سے آگ بُجھانا اُدھر سے سلگانا

کشاکش کرسیوں کی رہبروں میں　　لہو جنتا کا سڑکوں پر رواں ہے
سکونِ زندگی کہتے ہیں جس کو　　کہاں ہے وہ کہاں ہے وہ کہاں ہے

زہر آمیز یہ فضا کیا ہے　　ہر جگہ شر یہ ماجرا کیا ہے
ہر طرف آگ ہر طرف شعلے　　دورِ حاضر تجھے ہوا کیا ہے

سسکتی امن کی جو فاختہ ہے　　ہوس کے تیرنے زخمی کیا ہے

وہ جس پر ناز تھا محمودؔ ہم کو　　ارے کیا یہ وہی جنت نشاں ہے

پھولوں کے ہیں لباس جو خاروں کے زیبِ تن　　محمودؔ کیا تمیز ہو اب گُل میں خار میں

XI مذہبی مضامین

عبادت جب ہماری بے ریا ہونے نہیں پاتی
ازل کے نور کی دل میں ضیاء ہونے نہیں پاتی

جہدِ پیہم کرو دعا مانگو بیٹھے بیٹھے فقط دعا کیا ہے

اُسکی مرضی یہی ہوگی یہی منشا ہوگا یہ سمجھ کر ہمیں ہر حال میں جینا ہوگا

حق پرستوں کا یہی محمود شیوہ ہے کہ بس جھوٹ ناحق ناروا باتوں سے سمجھوتے نہیں

بہے جو آنکھ سے پانی تو دل کرے گا وضو ملے گی لذّتِ سجدہ نہ اس وضو کے سوا

لے کر چلے جو ہاتھ میں روشن کتابِ حق اسلاف نے جہاں کو بدل کر دکھا دیا
اب بھی وہی دمک ہے وہی روشنی مگر اندھوں کے پاس ہے یہ چمکتا ہوا دیا

لگالیتے ہیں اک چہرہ تقدس کا تو چہرے پر
فرائض کی " الف " " ب " تک ادا ہونے نہیں پاتی

XII متفرق مضامین

خاک پر رہنا ہے اس کو خاک میں جانا اسے پیکرِ خاکی کی ایسی دائمی ساتھی ہے خاک

ان کے ہاتھوں ہی سے اُلجھا کئے کانٹے اکثر پھول جو راہ محبت میں بچھانے آئے
ہوش والے تو چلے رُخ پہ ہواؤں کے مگر رُخ ہواؤں کا بدلنے کو دوانے آئے

ہم ہیں کیا دنیا ہے کیا اب تک سمجھ پائے نہ ہم
اتنی نادانی پہ ہم کو زُعمِ دانائی بھی ہے

کبھی موتی بھی کچھ چن لے مطالب کے سمندر سے
تری تنقید اے ناقد فقط طرزِ بیاں تک ہے

علم و فن نہیں آتا جب تلک قرینے کا حوصلہ نہیں ہوتا سر اٹھاکے جینے کا

بے فیض ہیں گُل سینکڑوں خوشبو نہیں جن میں
ہوں گر یہ مہک دار تو دو چار بہت ہیں

نظر ملا کے ہوا یا نظر چُراکے ہوا خموشیوں سے ہوا یا کہ لب ہلا کے ہوا
وہ دور جاکے ہوا یا قریب آکے ہوا ستم ہمیں کو نشانہ بنا بنا کے ہوا

جاری رہیں گے ٹھاٹھ امارت کے عمر بھر غربت رہے گی بے سر و ساماں تمام عمر

جو دیکھو میری ہستی کو میں ایک ذرہ ہوں بے مایہ
نہ پوچھو میری ہستی کی زمیں سے آسماں تک ہے

اب ہیں خلوص ، پیار ، محبت ، وفا کہاں دولت کے آگے دل ہے یہاں کس شمار میں

قامتِ حرص کو چادر کوئی کافی نہ ہوئی پیاس اسکی جو بجھاوے کوئی دریا ہی نہیں

جو پڑوسی کے لئے آپ نے سلگائی تھی　　یہ وہی آگ ہے جو آپکے گھر آئی ہے

خاک ہوجانے کو ہے سارا چمن　　اک ہمارے آشیاں کا ذکر کیا

اشعار کے انتخاب کے بعد مجھے ذرّہ برابر بھی اس کا خوف نہیں کہ

؎ شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

کیونکہ مجھے یقین ہے میں نے جو اشعار منتخب کئے ہیں وہ آپ کے لیے بھی ضرور پسندیدہ ہونگے اس کے علاوہ صحیح معنی میں یہ انتخاب نہیں ہے کیونکہ یہ صرف چند اشعار ہیں جو محمود شریف محمود کے فکر و فن کو پیش کرنے کے لئے نمونہ کے طور پر لکھے گئے ہیں ورنہ صحیح بات تو یہ ہے کہ محمود شریف کی غزل کا ہر شعر ایک خاص معنویت رکھتا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کو اس کا صحیح اندازہ ہو گا۔

اس مجموعہ کلام میں آپ کو محمود شریف کی چند نظمیں بھی ملیں گی جو موجودہ دور کی سیاست و معاشرت سے متعلق ہیں۔ امید ہے آپ ان کو بھی بہت پسند کریں گے۔

۱۱/ ستمبر ۱۹۹۴ء

سید علی برتر خوندمیری

حمدِ باری تعالیٰ

بنائے صدق و صفا لا الہ الا اللہ
ہے یہ ازل کی صدا لا الہ الا اللہ

خیالِ خام کے بُت ٹوٹ کر گرے دل سے
اُتر جو دل میں گیا لا الہ الا اللہ

بدن بلالؓ کا کوڑوں سے شق ہوا لیکن
زباں پہ ان کی رہا لا الہ الا اللہ

ترے کرم سے عطا ہو مجھے مرے مولا
زباں پہ وقتِ قضا لا الہ الا اللہ

رکھے ہے قلب کو محمودؔ کے سدا روشن
ضیائے شانِ خدا لا الہ الا اللہ

سہاروں کا سہارا ہے خدا تو
مرا مولا مرا مشکل کشا تو

احاطہ ہو تری ہستی کا کیسے
تعیّن کی حدوں سے ماورئ تو

وہاں تو پیاس نظروں کی بُجھانا
یہاں نظروں سے پوشیدہ رہا تو

یہاں رُسوا وہاں برباد ہونگے
نہ ہونا خالق عالم خفا تو

تصدّق میں ترے بدرالدجیٰ کے
کرم محمودؔ پر کردے ذرا تو

(۵)

کوئی تجھ سے بہتر نہ برتر خدایا
کہاں ہے کوئی تیرا ہمسر خدایا

تری راہ میں جو کٹا سر خدایا
تو چمکا ہے اس کا مقدر خدایا

ہوئی جس سے تخلیق دونوں جہاں کی
ترا لفظِ کُن ہے ہنرور خدایا

تری چشمِ رحمت ہوئی جس کسی پر
وہ قطرہ ہوا اک سمندر خدایا

فقط تیری رسّی کو تھامے رہوں میں
نہ کرنا کبھی مجھ کو در در خدایا

کسی زورِ باطل سے میں ڈر نہ جاؤں
رہے دل میں بس اک ترا ڈر خدایا

یہ محمود محتاجِ چشمِ کرم ہے
کرم کر کرم کر کرم کر خدایا

دو شعر

ہر طرف ہے کار فرما قدرتِ پروردگار
پتّے پتّے سے عیاں ہے عظمتِ پروردگار

اسکی کتنی نعمتوں کا شکر ہو ہم سے ادا
آتی جاتی سانس ہے خود نعمتِ پروردگار

ایک شعر

جو طوفانوں میں گھر جائے تجھی کو یاد کرتا ہے
بظاہر جو دلِ ناداں ترا قائل نہیں ہوتا

نعت

بڑا سب سے بڑا ، احساں خدا کا جہاں میں آمدِ خیرالبشر ہے

ہے ان کا روپ انوکھا ادا نرالی ہے — مرے رسولؐ کی کیسی یہ خوش جمالی ہے
رہِ عمل میں جو روشن ہیں نقشِ پا انکے — ہر ایک نقش جہاں کے لئے مثالی ہے
دعا کے پھول ہی ان کے لبوں پہ کھلتے ہیں — مزاجِ رحمتِ عالمؐ بھی کیا جمالی ہے
خدا بھی ایک محمدؐ کی ذات بھی یکتا — احد کے بعد ہی احمدؐ کی شان عالی ہے
قسم خدا کی خدا کا وہ ہو نہیں سکتا — وہ جسکا قلب ہی حُبِّ نبی سے خالی ہے

مرے رسولؐ ہیں محمودؐ شافع محشر
اک ان کی چشم کرم کا ہر اک سوالی ہے

دو شعر

ہیں فرازِ عرش پر اُن کے قدم — اِس زمیں کا آسماں کا ذکر کیا
کسقدر روشن ہیں اُن کے نقش پا — کہکشاں کیا کہکشاں کا ذکر کیا

(۵)

اُف رے، ہماری قسمت، نسبت ہے اُس نبی سے
بعد از خدا ہے بہتر عالم میں جو سبھی سے

لے جائے گر مقدر ہم کو نبیؐ کے در پر
بہتر ہیں چند لمحے برسوں کی زندگی سے

جلتی ہے شمع دل میں اب یاد مصطفیٰؐ کی
روشن خدا کا گھر ہے نورِ محمدیؐ سے

احمدؐ کا فیضِ صحبت پوچھے تو کوئی پوچھے
بُوبکرؓ سے عمرؓ سے ، عثمانؓ سے ، علیؓ سے

فضلِ خدا کی چادر سایہ فگن ہے مجھ پر
کہتا ہوں نعتِ احمدؐ ، محمودؔ شاعری سے

(۵)

دریائے نور حق ہے سراپا رسولؐ کا
سارے جہاں کا حسن اتارا رسولؐ کا

عاشق وہی ہے ، ہے وہی شیدا رسولؐ کا
اپنا لیا ہے جس نے بھی اسوا رسولؐ کا

خوشبو پہ اپنی ناز گلُوں کو نہیں رہا
مہکا ہے جب چمن میں پسینا رسولؐ کا

بخشا ہے ان کو خالقِ اکبر نے یہ مقام
کلمہ خدا کا آدھا ہے آدھا رسولؐ کا

دونوں جہاں میں ہیں وہی محمودؔ سرفراز
جن پر کرم ہوا ہے ذرا سا رسولؐ کا

(۵)

جب تک نہ ہو سہارا اللہ کے کرم کا
ممکن نہیں ہے چلنا قرطاس پہ قلم کا

الفت کا اُن کی طوفاں سینے میں موجزن ہو
آساں تبھی ہے کہنا مدحِ شہِ امم کا

فرشِ زمیں سے لیکر عرشِ بریں تلک ہے
ہر شئے کا ہر نظارہ بس اُنکے دم قدم کا

اپنا خلوصِ دل جب اُنپر درود بھیجے
ہو درد کا مداوا، درماں ہو رنج و غم کا

پل بھر میں ایسے پہنچے عرشِ بریں پہ آقا
جیسے کہ فاصلہ ہو دنیا سے اک قدم کا

جس دن کہیں گے آقا، محمود تو بھی آجا
ہوجائے گا سویرا فرقت کی شامِ غم کا

دو شعر

آپ کا نُور نورِ حق نُورِ مبینِ کبریا
دونوں جہاں میں ضوفشاں آپکی ذات پاک ہے

آپ کو گر نہ بھیجتا، ہم نہ خدا کو جانتے
اُسکے ہمارے درمیاں آپکی ذاتِ پاک ہے

(۵)

اُڑ کے پہنچوں میں مدینے کے گلستاں میں کبھی
پھول کھل جائیں مرے گلشنِ ارماں میں کبھی

حق فقط نُور، فقط نُور، فقط نُور ہے بس
نُورِ حق دیکھ لیا خاصہء خاصاں میں کبھی

میرے آقا کی چٹائی کو جو عظمت ہے ملی
ایسی عظمت تو نہ تھی تختِ سلیماں میں کبھی

اُنکے کردار پہ دشمن نے بھی ڈالی جو نظر
فرق پایا نہ کوئی سیرت و قرآں میں کبھی

رہنما سیرتِ اقدس کو بنالے جو کوئی
وہ نہ بھٹکے گا کسی دشتِ پریشاں میں کبھی

خود بخود کشتیٔ اُمید کنارے پہ لگی
کی دعا اُنکے وسیلے سے جو طوفاں میں کبھی

اُنکے محمودؔ پسینے کے برابر ہو مہک
پھول ایسا نہ کھلا کوئی گلستاں میں کبھی

دو شعر

نبوت کے سرکارؐ ہیں ماہِ کامل
صحابہ کی دنیا ستاروں کی دنیا

وہ صدیقؓ و عثمانؓ عمرؓ یا علیؓ ہوں
عروجِ تقدس ہے چاروں کی دنیا

(۵)

سبب تخلیق عالم کا محمدؐ نام ہے جنکا
سبھی کچھ انکا ہے صدقا محمدؐ نام ہے جن کا

خدا کے بعد ہیں یکتا محمدؐ نام ہے جنکا
ہر اک اعلا سے ہیں اعلا محمدؐ نام ہے جن کا

خدا نے نُور سے اپنے جو کھینچا انکے نقشے کو
ہیں نقشِ نُور سرتا پا محمدؐ نام ہے جن کا

کبھی یٰسیں کہا حق نے کبھی طٰحٰہ کہا انکو
لقب ان کو ملے کیا کیا محمدؐ نام ہے جن کا

ہے ترسٹھ سال تک دیکھا زمانے کی نگاہوں نے
مگر انکو نہیں سمجھا محمدؐ نام ہے جن کا

ہر اک لمحہ شفاعت کی جہاں خیرات بٹتی ہے
مرے آقا کا ہے روضا محمدؐ نام ہے جن کا

بصیرت کی نظر محمودؔ پہلے مانگ خالق سے
نظر آئیں گے پھر آقا محمدؐ نام ہے جن کا

دو شعر (معراج کے پس منظر میں)

اُتنا ہوا کسی کا نہ ہوگا کسی کا پھر
جتنا ہوا ہے عرش پہ مہمان کا لحاظ

ان کی برہنہ پائی گوارہ نہیں ہوئی
خالق کو تھا جو خاصہء خاصان کا لحاظ

(۵)

اُسوۂ صلِّ علیٰ میں کسقدر تنویر ہے
خود کلام پاک جسکی بولتی تصویر ہے

مرضیٔ مولا کی مظہر کل حیاتِ طیبہ
ہر عمل اک آیتِ قرآن کی تفسیر ہے

نام پر انکے فدا کیونکر نہ ہوں سب امتی
نام جنکا ہر دعا میں باعثِ تاثیر ہے

ہر طرف سے بارشیں صلوٰۃ کے پھولوں کی ہیں
رحمتِ عالم کی ، دو عالم میں یہ توقیر ہے

ان کا دامن تھام کر ہم سُرخرو دنیا میں تھے
کیا بتائیں کس لئے اب شرم دامن گیر ہے

مل گئی جس کو بھی انکے نقش پاکی روشنی
وہ ہے محمودِ زمانہ صاحبِ تقدیر ہے

دو شعر

ذکرِ شاہ دوسرا صلِّ علیٰ جاری رہے
سلسلہ در سلسلہ در سلسلہ جاری رہے

فضلِ حق جاری رہے حق کی عطا جاری رہے
شاہِ بطحیٰ سے اگر اپنی وفا جاری رہے

(۵)

ہے چاند اُنکے نقشِ کفِ پا کے سامنے | جگنو ہو جیسے نُور کے دریا کے سامنے
پہنچیں ملک بھی عرشِ بریں پر کہاں مجال | جبریل خود ہی رُک گئے سدرا کے سامنے
اوروں کو جسکی ایک تجلی بھی تھی بہت | دیکھا ہے شاہِ دیں نے اسے جا کے سامنے
دشمن ہزار سے بھی زیادہ تھے بدر میں | ٹکنے نہ پائے تین سو تیرا کے سامنے
اپنی زبانِ دل پہ تھا، نامِ شہ ہدیٰ | سب حادثے پلٹ گئے آ آ کے سامنے

راہِ نبیؐ پہ لپنے جو محمودؔ تھے عمل
جھکتے نہ تھے یہ سر کبھی دنیا کے سامنے

دو شعر

گئے تو طاعت و الفت میں جاں لُٹا کے گئے | نبیؐ سے جن کو محبت تھی نقدِ جاں کی طرح
ہے جس میں الفتِ محمودِ دو جہاں محمودؔ | وہ دل چمن ہے مہکتا ہے گلستاں کی طرح

(۵)

اک انکی یاد میں دنیا بھلائے بیٹھے ہیں — درِ حضور پہ ہم سر جھکائے بیٹھے ہیں

قدم قدم پہ جہاں ہیں نبیؐ کے نقشِ قدم — وہاں کی خاک کا سُرمہ لگائے بیٹھے ہیں

ہے اُنکے نقشِ قدم کی چمک تصور میں — ہم اپنے دل کا جہاں جگمگائے بیٹھے ہیں

نبیؐ کی ذات سے بے انتہا عقیدت ہے — مگر جو درسِ عمل ہے بُھلائے بیٹھے ہیں

نبیؐ نے ہم سے کہا متحد رہو لیکن — ہم اختلاف کے فتنے جگائے بیٹھے ہیں

کتابِ حق جو نبیؐ نے عمل کی خاطر دی — ہم اُسکو صرف تبرک بنائے بیٹھے ہیں

اٹھے جہاں سے تو محمودؔ خلد میں ہونگے
خدا کے نُور سے جو لو لگائے بیٹھے ہیں

دو شعر

ذکرِ سرکارؐ کیا کرے کوئی — کس قلم کس زبان میں دم ہے

چند لمحوں کی بات ہی کیا ہے — ان کی مدحت کو زندگی کم ہے

(۴)

لبوں پر نامِ احمدؐ آگیا صلّ علا کہیے
تہی دامن نہ لوٹے گی دعا عرشِ معلیٰ سے
شفاعت کی ضمانت ہے زیارت سبز گنبد کی
صحابہ کی وفا بھی کیا وفا تھی شاہ بطحیٰؐ سے
جو کرنی ہو تمہیں محمودؔ مدحت مختصر انکی

تمہیں قرآن میں یہ حکم دیتا ہے خدا کہیے
نبیؐ کا واسطہ دیکر خدا سے مدعا کہیے
درِ اقدس کے رستے کو بہشتی راستہ کہیئے
وفا کہنا نہیں کافی ، وفا کی انتہا کہیئے
ہے انکا مرتبہ بعد از خدا سب سے سوا کہیئے

(۵)

نُورِ خدا کے مہرِ درخشاں ہیں شاہِ دیں
فخرِ رسل ہیں خاصہء خاصاں ہیں شاہِ دیں
ختم الرُسل انیسِ غریباں ہیں شاہِ دیں
آئے مرے نبیؐ تو گئی کفر کی خزاں
محمودؔ ان کے نقشِ کفِ پا ہیں کہکشاں

قدرت خدا کی جسپہ ہے نازاں ہیں شاہِ دیں
وجہہ نزولِ رحمتِ یزداں ہیں شاہِ دیں
دونوں جہاں کے درد کا درماں ہیں شاہِ دیں
حق کے چمن میں صبحِ بہاراں ہیں شاہِ دیں
رشکِ نگاہِ یوسفِ کنعاں ہیں شاہِ دیں

(5)

برکت کے ہر مقام سے اونچے مقام کا
بعد از خدا ہے ذکر رسولِ انام کا

ان کا مقام حدِّ تعین سے ہے پرے
اللہ کو پتہ ہے بس انکے مقام کا

سرکارؐ نے دیا ہے مکمل نظامِ حق
تاریخ میں جواب نہیں اِس نظام کا

ہے ناطقے کو ناز نبیؐ کی زبان پر
جو واسطہ بنیؐ ہے خدا کے پیام کا

محمودؔ نعت کہتا ہوں فضلِ خدا سے میں
حاصل ہے بس یہی مری عمرِ تمام کا

(5)

جب بھی احساسِ عقیدت نے ہے جھانکا دل میں
جلوۂ نورِ سراپا نظر آیا دل میں

انکے انصاف کی چادر سے کہا اسود نے
بات ایسی نہیں دیکھی تھی کسی عادل میں

کلمہ حق میں محمدؐ کو لئے آتا ہے
خود اُترتا نہیں اللہ اکیلا دل میں

جامِ کوثر ہی ملے گا نہ شفاعت اسکو
آل و اصحاب سے رکھتا ہے جو کینا دل میں

اذنِ سرکارؐ سے دیکھیں گے مدینہ اک دن
ہم نے رکھا ہے یہ محمودؔ ارادہ دل میں

(۵)

جو اسکی راہ پہ چلنا شعار اپنا ہے
تو دو جہان کا عظمت مدار اپنا ہے

نبیؐ کے ہوگئے جب ہم تو کیا ہے یہ دنیا
وہ کائنات کا پروردگار اپنا ہے

اک ان کی چشمِ عنایت سے پھر چمن ہوگا
تباہیوں کا یہ جو خار زار اپنا ہے

بہارِ گلشن طیبہ کی اک جھلک دیکھیں
نظر تڑپتی ہے دل بے قرار اپنا ہے

اگر وہ چاہیں بلالیں گے ہم غریبوں کو
مدینہ جائیں کہاں اختیار اپنا ہے

بڑے بڑوں سے بڑے ہیں وہ ہر زمانے میں
نبیؐ کے نام سے نسبت وقار اپنا ہے

قوی امید ہے محمودؔ اپنی بخشش کی
وہ امتوں کا شفاعت مدار اپنا ہے

دو شعر

کہنے کو تو امت میں ہیں سرکارؐ کی لیکن
ہیں فکر و عمل دونوں میں اغیار کے انداز

اک ان کے وسیلے سے ملے گا ہمیں سب کچھ
پیدا تو کریں پہلے طلب گار کے انداز

(۵)

روزِ ازل سے پہلے تھی روشنی نبیؐ کی
جو تا ابد رہے گی ہے زندگی نبیؐ کی

اللہ کی خوشی ہے ، ہر اک خوشی نبیؐ کی
اُسکو نہیں گوارہ افسردگی نبیؐ کی

عرشِ بریں پہ جانا وہ شان تھی نبیؐ کی
فرشِ زمیں پہ سونا تھی سادگی نبیؐ کی

ہیں سرورِ دو عالم اک رحمتِ مجسم
دیکھی کسی نظر نے کب برہمی نبیؐ کی

صدقے میں انکے مولا محمودؔ پر کرم کر
دکھلا دے شکلِ انور اک بار ہی نبیؐ کی

(۵)

جُبّے سے اُسکو ہے نہ تو دستار سے غرض
ہے نُورِ حق کے دین کو کردار سے غرض

رکھنی پڑے گی انکے چہیتوں سے چاہ بھی
ہو جس کسی کو چاہتِ سرکارؐ سے غرض

اُسوہ وہ شاہِ دیں کا بتاتا ہے یہ ہمیں
رکھنا حدودِ دین میں سنسار سے غرض

جبتک کہ دل کی آنکھ سے آنسو نہ ہوں رواں
رحمت کو کیا پڑی ہے گنہ گار سے غرض

محمودؔ اپنی قبر سے اٹھتے ہی روزِ حشر
بس اک رہے گی رحمتِ سرکار سے غرض

(٥)

گیسو شہِ بطحیٰ کے جو مہکے تھے فضا میں
صدیوں سے تعطّر ہے مدینے کی ہوا میں

یثرب کی زمیں ہوگئی گلزارِ مدینہ
تاثیرِ بہاراں ہے جو خاکِ کفِ پا میں

برسوں کی نہیں بات وہ صدیوں سے ہیں بڑھکر
لمحے جو میسر ہوں مدینے کی فضا میں

سرتا بقدم حُسن تو نیکی بھی سراپا
ہے کونسی خوبی جو نہیں شاہِ ہُدا میں

محمودؔ اثر لائے گی وہ عرشِ بریں سے
محمودِ دو عالم کا وسیلہ ہے دعا میں

(٥)

خدائے پاک کی لازم ہے بندگی کرنا
نبیؐ سے اپنے محبت ہے واجبی کرنا

جو زندگانی سے باطل کی ہے نفی کرنا
قدم قدم پہ ہے سنت کی پیروی کرنا

ہو ان کے تابعِ فرمان زندگی اپنی
نبیؐ سے ہم کو جو الفت ہے واقعی کرنا

کسے مجال کرے کوئی ہمسری اُن کی
نہیں بلالؓ کی ممکن برابری کرنا

میں بے نوا نہیں محمودؔ خوش مقدر ہوں
مجھے نصیب ہے مدحِ محمدیؐ کرنا

(۵)

جسکے صدقے میں سب خدائی ہے — وہ محمدؐ کی مصطفائی ہے
کھینچ کر اپنے نقشِ اول کو — اُسپہ نقاش خود فدائی ہے
اُن کے نعلین کی نہ کچھ پوچھو — عرشِ اعظم تلک رسائی ہے
جس پہ شاہوں کے تخت ہیں قرباں — میرے مولا کی وہ چٹائی ہے
عرشِ اعظم کا ہے مکیں اس پر — کیسی قسمت زمین لائی ہے
شاہِ بطحیٰ کو اپنی امت کی — عرشِ اعلیٰ پہ یاد آئی ہے
ذہنِ محمود کو رنگا حق نے — تب کہیں نعت رنگ لائی ہے

دو شعر

حق پہ ہوگا وہ حق رسا ہوگا — جو محمدؐ سے باوفا ہوگا
ان کی الفت اگر گئی دل سے — دل سے ایمان بھی جدا ہوگا

(٥)

شاہِ بطحیٰ پہ جو پتّھر بھی تھے پھینکے جاتے
ایسے دشمن بھی دعاؤں سے نوازے جاتے

ان کے جلووں کو بصیرت کی نظر سے دیکھو
اِس بصارت سے وہ جلوے نہیں دیکھے جاتے

واسطہ دیں جو دعاؤں میں شہِ بطحیٰ کا
ایسے سائل نہیں اللہ سے ٹالے جاتے

اُنکے نقشِ کفِ پا سے جو نہ چلتے ہٹ کر
ہوکے رسوا کبھی بے موت نہ مارے جاتے

اپنی قسمت کا چمن پھر سے ہرا ہوجاتا
سبز گنبد کو جو آنکھوں میں بسانے جاتے

دمِ آخر بھی ہے دیدارِ نبیؐ کی حسرت
دم یہ سینے میں رکا جاتا ہے، جاتے جاتے

کتنے محمودؔ ہیں دیکھو تو مقدّر ان کے
ارضِ طیبہ سے جو واپس نہیں آنے، جاتے

دو شعر

جب تک نہ ہو توفیق اُسے ربِّ علا کی
توصیف کوئی کیسے کرے نورِ خدا کی

کرتا ہوں جو محمودؔ محمدؐ کی ثنا میں
ہے اوج پہ تقدیر مری طبع رسا کی

(۵)

تصور ان کی عظمت کا کہاں ممکن ہے انساں سے
کہ جن کی شانِ عالی ماورا ہے حدِّ امکاں سے
رہے گی سارے عالم میں قیامت تک مہک اُس کی
گلِ تر جو کہ مہکا ہے ، مدینے کے گلستاں سے
ہمیشہ کھیلتے آئے ہیں موجوں کے تھپیڑوں سے
غلامانِ محمدؐ کیا ڈریں گے زورِ طوفاں سے
سمجھنا ہو جو قرآں کو حیاتِ طیّبہ دیکھو
سمجھ پاؤ گے کیا محمود قرآں صرف قرآں سے

دو شعر

ذہن و دل سے جو غلامِ احمدِؐ مختار ہے اُس غلامِ مصطفیٰؐ کا طالعِ بیدار ہے
صدقِ دل سے حاضرِ دربارِ آقا جو ہوا اِس جہاں میں اُس جہاں میں اُسکا بیڑا پار ہے

(۵)

کلمے میں حق کے بعد محمدؐ کا نام ہے
بتلا دیا خدا نے جو اُن کا مقام ہے

کتنا وہ محتشم ہے وہ ذی احترام ہے
بھیجا خدا نے جس پہ درود و سلام ہے

اُترا جو ان کی ذات پہ حق کا کلام ہے
خود زندگی بھی انکی خدا کا پیام ہے

جو مرمٹے نبیؐ پہ اُسی کی ہے زندگی
آئے جو اسکو موت حیاتِ دوام ہے

جس نے لیا عمرؓ سے خراج احترام کا
ان کے غلام کا وہ بلالی مقام ہے

حب نبیؐ کی مئے کو ذرا پی کے دیکھئے
ہوگا وہ پھر نشہ کہ نشہ جسکا نام ہے

عشقِ نبیؐ جو راہِ نبیؐ پر ہو گامزن
اُسکے لئے پھر آتشِ دوزخ حرام ہے

محمودِ دو جہاں کا جو محمود ہے مقام
محمودؔ اس میں شک ہے نہ کوئی کلام ہے

ایک شعر

مُلائیت نے دینِ محمدؐ کا راستہ
کٹ حُجتی سے بھول بھلیاں بنا دیا

(۵)

جُود و سخا کی بات وہ شانِ عطا کی بات
یکتا ہے کائنات میں نورِ خدا کی بات

کس کی مجال ہے کہ مٹادے اسے کبھی
پتھر کی ہے لکیر جو شاہِ ہدیٰ کی بات

پتھر چلے جو ان پہ تو بخشے دعا کے پھول
نکلی نہیں زباں سے کبھی بد دعا کی بات

نانا ہی جانتے ہیں نواسے کو ہے پتہ
رازِ دُرونِ عشق ہے جو کربلا کی بات

کوڑے لگے تھے پیٹھ پر زخموں سے چور تھے
تھا نامِ حق زباں پہ رسولؐ خدا کی بات

کرتے رہے ستم پہ ستم دشمنانِ دیں
کہتے رہے بلالؓ نبیؐ سے وفا کی بات

ہوتا نہیں غروب یہ اسکا ہے معجزہ
سورج کہاں لائے گا شمس الضحیٰ کی بات

نورِ خدا کی ہوتی ہے محمودؔ روشنی
ہوتی ہے جس مقام پہ بدرالدجیٰ کی بات

دو شعر

فکر کو دی روشنی بخشا عمل کو حوصلہ
ہے سارا عالم انکے احسانوں کی بات

جام الفت انکے میخانے سے جنکو مل گیا
بھول بیٹھا ساری دنیا کے وہ میخانوں کی بات

(۵)

جو ہے فکر و عمل سے مصطفیٰ کا پسندیدہ وہ بندہ ہے خدا کا
ہر اک رخ سے جو ہے خیر مکمّل ہے نقشہ سیرتِ خیر الورا کا
چمک میں چاند تاروں سے ہے بہتر نشاں بدرالدجیٰ کے نقشِ پا کا
درودِ پاکِ سرکارِ دو عالم وسیلہ ہے ہماری ہر دعا کا
جو گستاخِ رسول کبریا ہے یقیناً مستحق ہے ہر سزا کا
میں ادنیٰ ہوں مگر ہوں نعت گو میں عطا ہو مجھ کو دھاگہ اک روا کا
سخن محمود ہے محمودؔ میرا
کرم ہے مصطفیٰ صلِّ علیٰ کا

دو شعر

تصور میں مدینہ دیکھتا ہوں ہر اک ذرّہ چمکتا دیکھتا ہوں
نظر اٹھتی ہے روضے سے فلک پر تو میں جنت کا زینا دیکھتا ہوں

(۵)

نبیؐ کے نام سے نسبت نہیں تو پھر کیا ہے
کسی کے پاس یہ نعمت نہیں تو پھر کیا ہے

ہزار سر کو پٹک لے خدا کے آگے تو
تجھے رسولؐ سے اُلفت نہیں تو پھر کیا ہے

اک اور مرکز ایماں خدا کے گھر کے بعد
مرے رسولؐ کی تُربت نہیں تو پھر کیا ہے

وہ جسنے خاک کے ذرّوں کو کردیا کُندن
رسولؐ پاک کی صحبت نہیں تو پھر کیا ہے

نُزولِ رحمتِ خالق یہ سارے عالم پر
شہِ ہدیٰؐ کی جو بعثت نہیں تو پھر کیا ہے

لکیر چاند پہ گہری ہے دیکھ لو اب بھی
یہ معجزے کی علامت نہیں تو پھر کیا ہے

عدو کی گالیاں سُنکر اسے دعا دینا
کمالِ شانِ شرافت نہیں تو پھر کیا ہے

مرے رسولؐ کی محمودِ چشمِ رحمت ہی
مری نجات کی صورت نہیں تو پھر کیا ہے

اہلِ بیتِ شاہ دیں پر جان قرباں ہو مگر
لازمی ہے ساتھ اسکے ہو محبت چار سے

اے زمانے روح کا بیمار ہے تو آجکل
اِس مرض کی لے دوا سرکارؐ کے بیمار سے

(۵)

مُجسّم نور جو ذاتِ نبیؐ ہے — اُسی سے دو جہاں میں روشنی ہے

وہی بعد از خدا ہیں سب سے پہلے — نبوّت جنکی سب سے آخری ہے

یہ دنیا دنگ ہے صدیوں سے کتنی — کہ اک اُمّی کی ایسی آگہی ہے

ہیں تاریخِ جہاں میں سب سے اعلیٰ — زبانِ عصرِ حاضر بولتی ہے

دکھاتی ہے رہِ خلدِ بریں جو — نبیؐ کی وہ مثالی زندگی ہے

مکینِ عرش ہیں فرشِ زمین پر — اک اُن کی شان ہے اک سادگی ہے

بلالو روضۂ اقدس پہ آقا — کہ اب تو زندگی پَر تولتی ہے

فدا ہوتے ہیں جو محمودؔ ان پر — اُنہی کی زندگی تو زندگی ہے

تین شعر

ساں کی صورت میں نورِ خدا ہے — اسی کی زبان سے خدا بولتا ہے

وہ پل بھر میں عرشِ بریں پر — تخیل کی رفتار سے بھی سوا ہے

میرے محمودؔ، محمودِ رب ہیں — سلام ان پہ ربّ العلا بھیجتا ہے

(٥)

ثانی ہے کہاں کوئی اُس نورِ مُجسّم کا
اللہ کے دِلبر کا پیغمبرِ اعظم کا

دیکھی جو جھلک اُن کی حوریں ہوئیں شرمندہ
اندازہ نہیں ممکن اس حُسن کے عالم کا

ہے ایسی مسیحائی اک نامِ محمدؐ کی
روحوں کے بھی زخموں پر جو کام دے مرہم کا

جو غار میں ساتھی تھے، روضے میں بھی ساتھی ہیں
کوئی بھی نہیں ثانی بُوبکرؓ سے ہمدم کا

تھا جنکی شجاعت کا ہر سمت رواں سکہ
رتبہ اُنھیں بخشا ہے اللہ کے ضیغم کا

بھولے وہ سبھی نسخے آقا نے جو بتلائے
پھر کیسے مُداوا ہو درد و غمِ پیہم کا

آقا مرے دے دیجئے محمودؔ کو اک قطرہ
افلاکِ ترحّم سے گرتی ہوئی شبنم کا

دو شعر

وہ ہیں شاہِ انبیاؑ نورِ خدا خیرالبشرؐ
یہ حقیقت جو نہ سمجھے روح کا بیمار ہے

اپنے جیسا ہی بشر آقا کو سمجھے جو کوئی
ہے وہ چیلہ بولہب کا وہ فنا فی النار ہے



تارے ہوں جس طرح کہ فلک پر قمر کے ساتھ
اصحابِ باکمال تھے خیرالبشر کے ساتھ

حور و ملک میں ہے نہ وہ جنّ و بشر میں ہے
خیرالبشر کی بات ہے خیرالبشر کے ساتھ

اپنی ہے کیا بساط کہ دیکھیں انہیں کبھی
اُن کا کرم نہ ہو جو ہماری نظر کے ساتھ

ہر اک بشر، بشر تو ہے خیرالبشر نہیں
کہتے ہیں لفظِ خیر فقط اک بشر کے ساتھ

در در ہوا نہ دہر میں محمود وہ کبھی
قسمت کسی کی جڑ گئی جو اُن کے در کے ساتھ



جو زندگانی سے باطل کی ہے نفی کرنا
قدم قدم پہ ہے سُنّت کی پیروی کرنا

ہو اُن کے تابعِ فرمان زندگی اپنی
نبیؐ سے ہم کو جو اُلفت ہے واقعی کرنا

رہے نہ یادِ شہِ دیں سے دل کبھی خالی
یہ کیا ہے یاد اُنہیں بس کبھی کبھی کرنا

کسے مجال کرے کوئی ہمسری اُن کی
نہیں بلالؓ کی ممکن برابری کرنا

میں بے نوا نہیں محمود خوش مُقدّر ہوں
مجھے نصیب ہے مدحِ محمدیؐ کرنا

سراپا نور ہے مثلِ بشر ہے　　وہ دو عالم میں سب سے معتبر ہے
سراسر خیر ہے ، خیرالبشر ہے　　وہی خالق کا منظورِ نظر ہے
نبیؐ کے منہ سے نکلی بات جو بھی　　قیامت تک وہ نقشِ کا الحجر ہے
بڑا سب سے بڑا احساں خدا کا　　جہاں میں آمدِ خیرالبشر ہے

خدا کے فضل سے یہ نعت گوئی
یہی محمودؔ کا رختِ سفر ہے

(0)

آیا گلِ ازل وہ چمن کو نکھارنے　　پھیرے کئے ہیں جسکے صبا نے بہار نے
بگڑے ہوئے جہان کی حالت سدھارنے　　کیا کچھ نہیں کیا ہے شہِ نامدار نے
ٹکڑے کیا قمر کو تو پتھر کو دی زبان　　خالق کی کائنات کے اس شہریار نے
سب انبیاءؑ کو حسرتِ دیدارِ حق رہی　　دیکھا محمدیؐ نگہِ تاب دار نے
مژدہِ طلبِ شفاعتِ آقا کا روزِ حشر
محمودؔ در پہ جائے جو دامن پسارنے

(۵)

بندے کو ملا دیتی ہے وہ اپنے خدا سے — نسبت ہو جو سرکارؐ کے نقشِ کفِ پا سے

تھی روزِ ازل جسکی چمک عرشِ علیٰ پر — چمکا ہے وہی نور یہاں غارِ حرا سے

چمکا ہے، چمکتا ہے، چمکتا ہی رہے گا — چمکے گا جہاں تا بہ ابد اسکی ضیاء سے

یہ دینِ خدا دینِ محمد کا دیا ہے — یہ بُجھ نہیں سکتا کسی طوفاں کی ہوا سے

محمودؔ کا کوئی بھی نہیں حشر میں آقا — اک چشمِ عنایت ہی بچالے گی سزا سے

(۵)

ذرہ ذرہ جسکا ہے رشکِ قمر یا مصطفیٰ — وہ ہے بس اک آپکا طیبہ نگر یا مصطفیٰؐ

عرش والے دیکھکر جسکو ہوئے خیرہ نظر — وہ مُجسّم نُور ہو تم سربسر یا مصطفیٰؐ

آپکے نقشِ قدم پر جسکو چلنا آگیا — آگیا پھر اسکو جینے کا ہنر یا مصطفیٰؐ

ہوگیا خلقت پہ بھاری آپکا جو ہوگیا — اس سے خود ڈرنے لگی نارِ سقر یا مصطفیٰؐ

اُڑ کے پہنچے آپکی چوکھٹ پہ محمودؔ آپکا — ہوں عطا اسکو بھی ایسے بال و پر یا مصطفیٰؐ

(۵)

نورِ حق جب اس جہاں میں آشکارا ہوگیا — کفر کے تاریک صحرا میں اجالا ہوگیا

جو کوئی طاعت گزارِ شاہِ بطحیٰ ہوگیا — ہوگئی اسکی خدائی وہ خدا کا ہوگیا

ہر دعا کیساتھ ہم نے ان پہ بھیجا ہے درود — ہر دعا کو حق کی رحمت کا سہارا ہوگیا

جس کسی پر پڑگئی اس نُور پیکر کی نظر — وہ جو ذرہؓ تھا چمک کر اک ستارہ ہوگیا

پاگیا وہ دین و دنیا کی ہزاروں نعمتیں — جس کسی پر بھی کرم اُن کا ذرا سا ہوگیا

وہ نظر محمودؔ ہے اس کا مقدر اوج پر
جس نظر کو ان کی چوکھٹ کا نظارا ہوگیا

دو شعر

صحابہ کی وفا بھی کیا وفا تھی — وفا کو ناز ہے جن کی وفا پر

سہارا قبر میں ہے روشنی کا — پڑھو صلِّ علیٰ نور الہدا پر

(۵)

جب سوئے مدینہ چلتے ہیں ، ہر گام پہ رحمت ہوتی ہے

نظروں میں مسرت ہوتی ہے ، روحوں میں طراوت ہوتی ہے

اُس نُورِ خدا کی جس دل میں بھرپور محبت ہوتی ہے

ایمان لی دولت ہوتی ہے ، عرفان کی ثروت ہوتی ہے

خالق کا چہیتا ہوتا ہے ، سچاجو غلام سرور ہو

تاثیر زباں میں ہوتی ہے ، نظروں میں کرامت ہوتی ہے

صدیقؓ و عمرؓ کے کیا کہنے ، ہیں پاس وہ اپنے آقا کے

جب حد سے زیادہ نسبت ہو ، اِس درجہ رفاقت ہوتی ہے

اللہ کی مرضی ہوتی ہے محمودؔ محمدؐ کی مرضی

ہر قول و عمل سے آقا کے قرآں کی وضاحت ہوتی ہے

(۵)

آغوشِ آمنہ میں جو ننھا سا تھا وہ انگ — باطل کی ظلمتوں میں تھا حق کی کرن کا رنگ

جب نُور حق وہ عرش سے اترا ہے فرش پر — اُسکی دمک کو دیکھ کے چشم فلک تھی دنگ

ہے اُن کی ذاتِ پاک پہ اتری کتابِ حق — باطل کے قافیے کو کیا آکے جسنے تنگ

کعبے پہ جو حجر ہے وہ کتنا ہے خوش نصیب — پھر اسکے بعد ہے تو درِ مصطفیٰ کا سنگ

جب اُنکی یاد سے نہ بندھے زندگی کی ڈور — اس زندگی کا حال ہے جیسے کٹی پتنگ

حُبِّ رسولِ پاک جو محمودؔ دل میں ہو — ایماں کی تیغ کو کبھی لگتا نہیں ہے زنگ

دو شعر

ہر نبیؑ کا اپنا اپنا ہے خصوصی مرتبہ — فخر آدم سرورِ دیں خاصہء خاصاں ہیں آپ

تھا سفر براق پہ تو ساتھ تھے روح الامیں — مرکبِ رف رف کے تنہا راکبِ ذیشاں ہیں آپ

(۵)

فرازِ عرشِ اعظم پر خدا کے یار پہنچے ہیں
کہا ہوگا خدا نے خود مرے دلدار پہنچے ہیں

وہاں کا ذرّہ ذرّہ نُور افشاں ہوگیا ہوگا
جہاں بھی جس جگہ بھی منبعِ انوار پہنچے ہیں

فرشتو صف بہ صف ٹھیرو سنبھل کر باادب ٹھیرو
کہ خلّاقِ ازل کے اولیں شہکار پہنچے ہیں

غرورِ حسن حوروں کا پشیماں ہوکے ٹوٹا ہے
حسینِ روز اول حسن کے گلزار پہنچے ہیں

زباں پر ہر نبیؐ کی بس یہی کلمہ رہا ہوگا
مرے سردار پہنچے ہیں، مرے سردار پہنچے ہیں

تخیّل بھی کسی کا جس جگہ پہنچا نہ پہنچے گا
وہاں نعلینِ پائے سید ابرار پہنچے ہیں

تو ہے محمود کسکا اے فرشتو مجھ سے مت پوچھو
ذرا تم بھی ادھر دیکھو مرے سرکارؐ پہنچے ہیں

دو شعر

نقشِ اول کا انتخاب ہوا
اُن کا بدرالدجیؐ خطاب ہوا

ان کے الطاف کا شمار کہاں
ہر کرم اُن کا بے حساب ہوا

(۵)

سر پر تھے تاجِ شاہِ رسولاں لئے ہوئے
چہرے پہ حسنِ یوسفِ کنعاں لئے ہوئے

سینے میں اپنے حق کا دبستاں لئے ہوئے
آنسوے کے پھول گلشنِ قراں لئے ہوئے

تاریکیوں میں مہر درخشاں لئے ہوئے
سرکارؐ آئے رحمتِ یزداں لئے ہوئے

وہ آمنہ کی گود چمکتی ہے دیکھیئے
حُسنِ ازل کی شمع فروزاں لئے ہوئے

سرکارؐ دو جہاں کا ہے اک دامنِ کرم
سب عاصیوں کے درد کا درماں لئے ہوئے

دربارِ شاہِ دیں میں ہو محمودؔ کی طلب
گزرے ہے زندگی یہی ارماں لئے ہوئے

دو شعر

سید المرسلیں احمدؐ مجتبیٰ وہ ہیں شمس الضحیٰ وہ ہیں بدرالدجا
خیر کی ابتدا ، خیر کی انتہا ، خیر ہی خیر ہے ذاتِ خیرالورا

رہبر اِنس و جاں ہیں وہ نُورالہدا ، فخرِ عالم ہیں وہ نازشِ انبیا
اُن کے رستے سے جو کوئی ہٹ کر چلا اِس جہاں سے گیا اُس جہاں سے گیا

(5)

دونوں جہاں میں جسکے قدموں کی روشنی ہے
ہے نُور کا وہ پیکر کہنے کو آدمی ہے
قدرت خدا کی دیکھو اک معجزہ ہے یہ بھی
اُمّیؐ لقب ہے اُسکا جو بحرِ آگہی ہے
سو جان سے زیادہ اپنے نبیؐ سے الفت
ایماں کی پختگی کو یہ امرِ لازمی ہے
اسکی ہے سب خدائی جو ہوچکا ہے اُنکا
ہے جسکی سب خدائی پھر اُسکو کیا کمی ہے
تسکینِ قلب و جاں ہے ذکرِ محمدیؐ میں
رستے پہ ان کے چلنا معراج بندگی ہے
قرآن کی وضاحت محمودؐ شاہِ دیں نے
خود اپنی زندگی کے ہر اک عمل سے کی ہے

دو شعر

اللہ مجھے حوصلۂ مدحِ نبی دے
کہتا ہی رہوں رحمتِ عالم کے قصیدے
مالک ترے الطاف کی کچھ حد نہیں ہوگی
مٹی جو مری موت کو طیبہ نگری دے

منقبت

نبیؐ صدیقِ اکبرؓ کے خدا صدیقِ اکبرؓ کا — خدا کا ہوگیا، جو ہوگیا صدیقِ اکبرؓ کا

زمیں پر عرش والے کی اطاعت کا اثر دیکھو — ستارہ عرشِ اعظم پر گیا صدیقِ اکبرؓ کا

نبیؐ نے دی امامت خود انہیں اپنی نمازوں کی — امامت کے لئے ثانی نہ تھا صدیقِ اکبرؓ کا

ہمیشہ سچ کہے جو بھی، وہی صدیقؓ کا ہوگا — نہیں جھوٹوں سے کوئی واسطا صدیقِ اکبرؓ کا

جیئے تو دست و بازو تھے مرے تو دفن پہلو میں — نبیؐ سے ہے انوکھا رابطا صدیقِ اکبرؓ کا

نبیؐ کی ذاتِ اقدس نے کیا محمودؔ جب پردہ
خلافت کا کھرا سکہ چلا صدیقِ اکبرؓ کا

دو شعر

خسر نبیؐ کے نبیؐ کے وہ پیش امام ہوئے — دیا نبیؐ نے کسی کو یہ اِفتخار کہاں

نہیں ہے کوئی بڑا جس سے انبیا کے سوا — کسی رسولؐ کا ایسا ہے یارِ غار کہاں

(۵)

وہ جسکی دوستی سارے صحابہؓ سے مقدم ہے۔ اُسے بوبکرؓ کہتے ہیں وہی صدیقِ اعظم ہے
نہ ہو سب سے مُکرّم کیوں نہ ہو سب سے مُعظّم کیوں۔ شہِ بطحیٰ کی امت میں وہ پہلا ابنِ آدم ہے
خبر معراج کی سن کر کہا بُوبکرؓ نے فوراً۔ نبیؐ کے منہ سے نکلی ہے، یقیناً بات محکم ہے
لقب صدیقؓ کا بخشا اسی دم شاہِ بطحیٰ نے۔ صداقت جس پہ نازاں ہے وہی صدیقؓ اکرم ہے
عطا کرکے امامت بھی کیا ظاہر شہِ دیں نے۔ ہمارے بعد یارِ غارؓ ہی سب سے مُعظّم ہے
نبیؐ کے وہ صحابی ہیں نبی داماد ہیں اُنکے۔ اِدھر نسبت جو محکم ہے اُدھر رشتہ مکرّم ہے
پہنچ پایا نہ مَیں ایثار میں صدیقؓ کی حد تک۔ عمرؓ نے خود یہ فرمایا، مجھے اسبات کا غم ہے

رہے جو غار کے ساتھی، ہیں ساتھی سبز گنبد میں
نبیؐ سے اس طرح محمودؔ ان کا ربطِ پیہم ہے

(۵)

اپنی مثال آپ شجاعت عمرؓ کی تھی
لرزاں سبھی تھے جس سے وہ ہیبت عمرؓ کی تھی

مومن وہ جب ہوئے تو بہ بانگِ دہل ہوئے
یہ تاب ، یہ مجال ، یہ ہمت عمرؓ کی تھی

سب دشمنانِ دین کو للکار کر چلے
کس شان و افتخار کی ہجرت عمرؓ کی تھی

دربارِ مصطفیٰ میں مکرم رہے ہیں وہ
غزوات میں بھی ساتھ شجاعت عمرؓ کی تھی

لہرا گئی جو دین کے پرچم کو ہر طرف
اللہ کے کرم سے قیادت عمرؓ کی تھی

جاتا کنواں تھا خود ہی پیاسوں کے پاس جب
وہ دور تھا عمرؓ کا خلافت عمرؓ کی تھی

لختِ جگر بھی انکا سزا سے نہ بچ سکا
معیارِ عدل تھی تو عدالت عمرؓ کی تھی

روضے میں مصطفیٰ کے ملا تا ابد سکوں
کس اوج افتخار پہ قسمت عمرؓ کی تھی

ان پر چلا جو وار خلافت کا تھا زوال
محمود اسطرح کی شہادت عمرؓ کی تھی

(۵)

دعائے سرور دیںؐ کا ثمر فاروقِ اعظمؓ ہیں
عطائے حق یقیناً سر بسر فاروقِ اعظمؓ ہیں

نبیؐ کا بن کے سایہ ہیںؐ تو بس صدیقِ اکبرؓ ہیں
پھر اسکے بعد ہیؐ نزدیک تر فاروقِ اعظمؓ ہیں

کئیؐ سو میل دوری سے صدا دے اپنی فوجوں کو
نہیں کوئی کہیں ایساؐ مگر فاروقِ اعظمؓ ہیں

پسر کو بھی جو دیتے ہیں سزا کوڑوں سے مرنے کی
عدالت کے دھنی ایسے پدر فاروقِ اعظمؓ ہیں

وہ جنکی رائے کو حاصل ہوئی تائید ربانی
کہ آیت اتری جنکی بات پر فاروقِ اعظمؓ ہیں

کہاں ابلیس میں ہمت کہ انکا سامنا کرلے
اُدھر شیطاں نہیں جاتا، جدھر فاروقِ اعظمؓ ہیں

چمک تاریخ کے صفحات پر محمودؔ ہے جس کی
سیاست کے فلک پر وہ قمر فاروقِ اعظمؓ ہیں

دو شعر

کیا بتائیں کیا ہیں صدیقؓ و عمرؓ
کس قدر قربت ہیں وہ پائے ہوئے

ہر قدم پر مثلِ سایہ تھے جو ساتھ
مرکے بھی محمودؔ ہمسائے ہوئے

(۵)

تھے معظم ہر صحابہ دینِ حق کی جان تھے
ان مکرّم ہستیوں میں حضرتِ عثمانؓ تھے

اک نمونہ تھے حیا کا مومنوں کے واسطے
تھا حیا کو فخر جن پر جو حیا کی جان تھے

اُن کی دولت کام آئی بارہا اسلام کے
یوں نمایاں اغنیا میں حضرتِ عثمانؓ تھے

دشمنوں نے جب ستایا ہر طرف سے گھیر کر
اُن دنوں عثمانؓ جیسے صبر کی چٹان تھے

پھیر ڈالا رخ ہوا کا سر کٹا کر آپ نے
ورنہ آنے کو سیاست میں کئی طوفان تھے

اُن کی رفعت اُن کی عظمت کیا کہیں محمودؔ ہم
وہ جو ذوالنورین کی رکھتے نرالی شان تھے

ایک شعر

صداقت ہو تو صدیقی ، عدالت ہو تو فاروقی

شجاعت زور حیدرؓ کی ، حیا ہو طرزِ عثمانؓ سے

(۵)

حق پرست و حق نگر ہیں حق نما ہیں بو تراب ؓ
شہر علم دین کا بابِ داخلہ ہیں بو تراب ؓ
اُنکے در تک جاکے پہنچا اولیاء کا سلسلہ
درمیانِ اولیا اور مصطفٰے ہیں بو تراب ؓ
ہیں پسندیدہ خدا کے وہ نبیؐ کے منتخب
دونوں عالم کی نظر میں مرتضٰی ہیں بو تراب ؓ
فضلِ حق سے فتح خیبر ہو گئی حاصل انہیں
معجزہ سرکارؐ کا معجز نما ہیں بو تراب ؓ
آفتیں گھبرائیں گی اور مشکلیں ڈر جائیں گی
اُنکے رستے پر چلو مشکل کشا ہیں بو تراب ؓ
بو تُرابی دل ہے کیا محمودؔ ، ہے اک آئینہ
کینہ پرور سے خفا ہیں ہاں خفا ہیں بو تراب ؓ

پانچ شعر

خدا کے گھر میں ہوئی جب ولادتِ حیدرؓ
خدائی جان گئی خود سعادتِ حیدرؓ
جو شہرِ علمِ نبیؐ تھے تو در علیؓ اسکے
تھی علمِ دین کا دریا خطابتِ حیدرؓ
مشیرِ خاص تھے ہر پیشرو خلیفہ کے
خلافتوں میں رہی ہے شراکتِ حیدرؓ
دیئے ہیں راہِ خدا میں جگر کے گوشے تک
کہاں سے لائے کوئی یہ سخاوتِ حیدرؓ
بہارِ دورِ خلافت پلٹ کے آ نہ سکی
خزاں کا دور جو لائی شہادتِ حیدرؓ

(۵)

یہ مختصر تعارف یا غوثؓ ہے تمہارا　　تم چاند اولیاء میں ، ہر اک ولی ستارا
مانندِ شہر طیبہ لگتا ہے پیارا پیارا　　اُس شاہِ اولیا کے بغداد کا نظارا
طوفاں میں ہو جو کشتی مل جائے گا کنارا　　کردیں جو اِذنِ حق سے غوثؓ الورا اشارا
صلِّ علیٰ کا ہوکر وہ ہوگیا خدا کا　　یا غوثؓ صدقِ دل سے جو ہوگیا تمہارا
تقریرِ غوث اعظمؓ وحدت اثر تھی ایسی　　لاکھوں دلوں میں بھڑکا ایمان کا شرارا
شاہِ ولا کو دھوکا شیطان کیسے دیتا　　سر کو پٹک پٹک کر مردود اُن سے ہارا

ہر کام بن گیا ہے محمودؔ اس بشر کا
چشمِ کرم نے اُن کی جسکو دیا سہارا

دو شعر

سرِمو بھی نہیں ہٹنا کبھی سنت کے رستے سے　　تھی ساری زندگی ایسی کرامت غوث اعظمؓ کی
وہ گرتوں کو اٹھالینا انہیں اپنا بنالینا　　گلے سے پھر لگالینا ہے عادت غوثِ اعظمؓ کی

(۵)

وارث جو ہند میں ہے سرکارِ دو جہاں کا
وہ میرِ کارواں ہے ولیوں کے کارواں کا
آغوشِ ماہ نوری کتنی ہے خوش مقدر
اجمیر کی زمیں ہے ہندالولی کا مسکن
جب زندگی گزاریں خواجہؒ پیا کے ہوکر
لاکھوں دلوں کو جس نے ایماں کی روشنی دی
محمود شاہِ دیںؒ سے رتبہ ملا ہے اُنکو

وہ حق کی رہگذر میں رہبر ہے انس و جاں کا
سردارِ اولیا ہے ، خواجہ ہے خواجگاں کا
چمکا جو اِس پہ تارہ عظمت کے آسماں کا
جھکتا ہے جس جگہ سر دلی کے حکمراں کا
خدشہ نہیں یہاں کا کھٹکا نہیں وہاں کا
ہے بے بہا کرشمہ وحدت اثر زباں کا
اسلام کے چمن میں ذی شان باغباں کا

دو شعر

سراجِ معرفت کبریا معین الدینؒ
دیارِ ھند میں حق کی ضیاء معین الدین"

صداقتوں کے گلِ تر کھلے مہک اٹھے
چمن میں آئے جو مثلِ صبا معین الدین"

غزلیں

فکرِ انساں کے چمن میں گُل کِھلاتی ہے غزل زندگی کے ساز پر نغمے سناتی ہے غزل

۵

کتنے پھل دار تھے سایہ تھا گھنیرا کتنا پتھّروں نے اُنہی پیڑوں کو ستایا کتنا

آس کی ریت پہ قدموں کے نشاں ہیں اُسکے غم کے صحرا میں وہ گھوما ہے اکیلا کتنا

ناپنا کیا ہے کسی پیڑ کی اونچائی کو دیکھنا ہے کہ ملے گا ہمیں سایا کتنا

ہے جو اشعار میں ذکرِ رخِ روشن اُسکا محفلِ شعر میں پھیلا ہے اجالا کتنا

آنکھ کھلتی ہی نہیں نیند کے متوالوں کی وقت کے ہاتھ نے اُنکو ہے جھنجھوڑا کتنا

یوں تو محمودؔ سجاوٹ سے نظر ہے خیرہ کیا خبر ہے کہ عمارت کا ہے پایا کتنا

دو شعر

کیا جانے کہاں ہونگے کب تک وہ نہاں ہونگے ہم کو ہے یقیں کامل، اکدن وہ عیاں ہونگے

یہ سوچ کے صحرا میں ہر سمت بھٹکتے ہیں شاید وہ یہاں ہونگے، شاید وہ وہاں ہونگے



فکرِ انساں میں جب اُگے کانٹے | زندگی سے اُلجھ گئے کانٹے
اب چمن میں ہے نِت نئی اُلجھن | ہیں روش پر بچھے ہوئے کانٹے
تاجِ شاہی میں ہے چبھن کتنی | اسکے ہیروں میں ہیں چھپے کانٹے
گُل برستے ہیں اُنکے ہونٹوں سے | جنکے سینوں میں ہیں بھرے کانٹے
گر تو سچی خوشی کا طالب ہے | پھول دے کر سمیٹ لے کانٹے
تلخ یادوں نے چھین لی نیندیں | پھول بستر کے بن گئے کانٹے
گُل تو دولت نے چُن لئے محمودؔ | دستِ غربت میں رہ گئے کانٹے



انوکھے طرز کی تابندگی ہے | چلے آؤ نئی محفل سجی ہے
تجلّی حُسن کی چاروں طرف ہے | نظر پھر بھی تمہی کو ڈھونڈتی ہے
وہ خود کو بے حقیقت جانتا ہے | حقیقت سے جسے کچھ آگہی ہے
نہیں محمودؔ یہ پھولوں سے خالی | یہ مانا زندگی کانٹوں بھری ہے

(۵)

یوں تو بساطِ فکر کا ہے تاجور دماغ
اکثر جُنونِ شوق سے ہارا مگر دماغ

ملتی نہ کائنات میں عظمت اسے کبھی
اِس ایک مشتِ خاک میں ہوتا نہ گر دماغ

ہے اک نقیبِ امن اگر پرسکوں رہے
شعلہ بنے فساد کا بھڑکے اگر دماغ

بھٹکے نہ خواہشات کے جنگل میں زندگی
سیدھی ڈگر ہی اِسکو دکھائے اگر دماغ

دولت ملی ہے خوب مگر چھن گیا سکوں
سودا ہوا ضمیر کا جو بیچ کر دماغ

محمودؔ اقتدار کا نشہ وہ ہے کہ بس
دو گھونٹ پی لئے تو گیا عرش پر دماغ

قطعہ

نظر ملاکے ہوا، یا نظر چرا کے ہوا
خموشیوں سے ہوا، یا کہ لب ہلا کے ہوا

وہ دور جاکے ہوا ، یا قریب آکے ہوا
ستم ہمیں کو ، نشانہ بنا بنا کے ہوا

(۵)

وہ پُرخلوص جو رہبر دکھائی دیتا ہے
نقاب اٹھے تو ستمگر دکھائی دیتا ہے

جدھر بھی جائے نظر نفرتوں کے شعلے ہیں
عجیب خوف کا منظر دکھائی دیتا ہے

وہ جسکو چشمِ فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا
جہاں میں آج وہ منظر دکھائی دیتا ہے

لگائے جاتے ہیں ٹھوکر اسے تغافل کی
ہمارا دل انہیں پتھر دکھائی دیتا ہے

وہ ایک حُسنِ مُجسّم اٹھا جو محفل سے
غروبِ شمس کا منظر دکھائی دیتا ہے

عمل کا آئینہ محمودؔ گر مصفا ہو
نصیب اس میں منور دکھائی دیتا ہے

دو شعر

یہ دورِ نور ہے جو خود غرضیوں کا پیکر ہے
جدھر بھی دیکھئے بربادیوں کا منظر ہے

برائے نام ہے قوموں کی انجمن اب تو
سلامتی کا ادارہ ہی خود ستمگر ہے

(۵)

جب خود ہی اپنی آگ میں جلتا ہے آفتاب
دنیا کی گود نُور سے بھرتا ہے آفتاب

پہنچے جو لاکھ اوج پہ ڈھلتا ہے آفتاب
کس کا سدا عروج پہ رہتا ہے آفتاب

تیری نگاہِ ناز کے لطف و کرم کا فیض
ذرّے کے تیرہ بخت کو کرتا ہے آفتاب

میری نظر میں جلوۂ جاناں ہے جلوہ گر
سورج مکھی کی آنکھ میں پھرتا ہے آفتاب

صحرا کی تیز دھوپ میں تنہا نہیں ہوں میں
کرنوں کے کاروان میں چلتا ہے آفتاب

محمودؔ ماہتاب کے چہرے کو بھی ضیاء
پَرتَو سے اپنے نُور کے دیتا ہے آفتاب

ایک شعر

چند سانسوں کے سوا محمود یہ کچھ بھی نہیں
اپنا مقصد آپ ہی جب بھول جاتی ہے حیات

(۵)

اک ہجومِ درد ہے یادوں کی شہنائی بھی ہے
انجمن کی انجمن ہے لُطفِ تنہائی بھی ہے

ہے وہ پردے میں مگر جلوے ہیں اسکے ہر طرف
پردہ داری میں یہ اُسکی محفل آرائی بھی ہے

ہم ہیں کیا دنیا ہے کیا اب تک سمجھ پائے نہ ہم
اتنی نادانی پہ ہم کو زُعمِ دانائی بھی ہے

اب چلے آتے ہیں شعلوں کو بجھانے کے لئے
چپکے چپکے سے جنہوں نے آگ سلگائی بھی ہے

کیا مجالِ دشمناں تھی ہم کو پہنچاتے ضرر
اِس میں اپنے دوستوں کی کارفرمائی بھی ہے

چھوڑ کر محمود اُس کا در جو در در ہوگیا
بے وفا کا بے وفا ہے اُسپہ ہرجائی بھی ہے

ایک شعر

لوریاں دے دے کے پھولوں پر سُلاتی ہے کبھی
زندگی کانٹوں کے بستر پر رُلاتی ہے کبھی

(۵)

گلوں کو دے کے نیا اک نکھار گزرے ہیں
چمن سے مثلِ نسیمِ بہار گزرے ہیں

مہک رہی ہے فضاء گیسوؤں کی خوشبو سے
ابھی اِدھر سے وہ جانِ بہار گزرے ہیں

فلک بھی جن کی بلندی پہ ناز کرتا ہے
زمیں پہ ایسے کئی خاکسار گزرے ہیں

کبھی تو خوں میں نہائے ہیں حق کے شیدائی
کبھی وہ ہنستے ہوئے سوئے دار گزرے ہیں

ہمیں بھی آتا ہے موجوں سے کھیلنا محمودؔ
ہمارے سر سے تلاطم ہزار گزرے ہیں

دو شعر

نالوں سے نہ آہوں سے نہ فریاد و فغاں سے — اخلاق و مروت نہ شرافت کی زبان سے
محمود مرے دیس میں جمہور کے شکوے — سڑکوں پہ سُنے جاتے ہیں پتھروں کی زبان سے

(۵)

شامل ہو جو امرت میں، ہے آبِ بقا پانی
جب زہر گھلے اسمیں لاتا ہے قضا پانی

دشمن ہے خرد کا یہ، انگور کی بیٹی میں
سب ہوش گنوا بیٹھے، جس جس نے پیا پانی

اک خوابِ تغافل سے جب آنکھ کھُلی اپنی
دیکھا تو سروں سے بھی، اونچا تھا اٹھا پانی

تھا درد کا اک رشتہ اس آگ سے پانی کو
جب آگ لگی دل میں آنکھوں سے بہا پانی

اب انکی نگاہوں میں کیا رنگِ حیا ہوگا
آنکھوں کا حسینوں کی جب مر ہی گیا پانی

اک پیاس کا دریا تھا، دریا کے کنارے پر
اس درد کے منظر نے، پانی کو کیا پانی

محمود جو پانی سا، صحرا میں چمکتا تھا
پہنچا میں قریب اسکے، ارماں پہ بہا پانی

دو شعر

وہ کاوشِ مبہم جو باعزم جواں ہوگی
منزل کا پتہ دے گی منزل کا نشان ہوگی

کشتی کی روش اپنی پروردۂ طوفاں ہے
موجوں کے تھپیڑوں میں منزل کو رواں ہوگی

بغض و عناد و قہر کی فتنہ گری کی آگ
ہر سمت گلستاں میں ہے اک سنسنی کی آگ

جس نے مچائی دھوم تباہی کی ہر طرف
بازی گری ہوس کی ہے سوداگری کی آگ

ایوانِ امن و چین میں وحشت کا ہے دھواں
دیوار و در پہ دیکھئے دہشت گری کی آگ

ہر سمت اک نراج ہے مجبوریوں کی لَو
چارہ گروں نے دی ہے یہ بے چارگی کی آگ

مانند برف سرد ہے اکڑا ہوا بدن
جب بُجھتے بُجھتے بُجھ ہی گئی زندگی کی آگ

نازک کلامیوں میں ہے وقتِ سحر کی اوس
ہوتی ہے شعلہ خیز کبھی شاعری کی آگ

سُلگی تو یہ بجھی نہیں محمودؔ پھر کبھی
یہ دلگی کی آگ یہ وارفتگی کی آگ

ایک شعر

دل کا شیشہؔ بنکے رہ جائیگا اندھا آئینہ
اک ذرا اس سے محبت کا جو پارہ جائے گا

(۵)

سیدھی چلی ہوا چلی الٹی کبھی ہوا
تنکے چلے اُدھر کو جدھر کو چلی ہوا

جھونکے سے اپنے طرزِ گلستاں بدل گئی
لہرا کے جب بھی وقت کے آنچل نے دی ہوا

اڑتے تھے اقتدار کی اونچی ہوا میں جو
اک پل میں گر گئے جو دغا دے گئی ہوا

ایسے لگا کہ چاند کے چہرے پہ ہے گھٹا
زلفوں کو ان کے رخ پہ جو لہرا گئی ہوا

دل میں غمِ فراق کے شعلے اٹھا گئی
بادل بدوش آئی جو بھیگی ہوئی ہوا

اُن کا غرورِ حسن بھی نذرِ خزاں ہوا
جب آب و تابِ حسن و جوانی ہوئی ہوا

محمودؔ پھول تھے نہ تو پتوں کے کچھ نشاں
ایسا بھی گلستاں پہ ستم کر گئی ہوا

دو شعر

بے فیض ہیں گُل سینکڑوں خوشبو نہیں جنمیں
ہوں گر یہ مہک دار تو دو چار بہت ہیں

ویرانے یہ محلوں کے ہیں شاہوں کی یہ قبریں
عبرت کی نگاہوں کو یہ آثار بہت ہیں

(۵)

وشِ عبہم نے جاکر چاند پر چھانی ہے خاک
چاند پر چاندی نہ سونا ہاں مگر پائی ہے خاک

ق گرتی ہے زمیں پر خاک میں ہوتی ہے گم
آگ اوروں کو جلاکر خود بھی ہوجاتی ہے خاک

یکھ تو لیتے ہیں سب کچھ ، کچھ سمجھ سکتے نہیں
آنکھ والوں کی بھی عقلوں پر جو پڑجاتی ہے خاک

رشیں رنج و الم کی کیا ڈرائیں گی اُسے
درد کے صحرا میں جس نے گھوم کر چھانی ہے خاک

ک میں رہنا ہے اُسکو ، خاک میں جانا اسے
پیکر خاکی کی ایسی دائی ساتھی ہے خاک

ں میں پھر محمودؔ رہ جاتا ہے حسرت کا دھنواں
جب خوشی غم کی چتا میں جل کے ہوجاتی ہے خاک

قطعہ

لس جاتے ہیں برگ و بار سارے نہیں ہوتا کوئی گُل گلستاں میں
لڑ کر تیز ہوجاتے ہیں کانٹے بہار آتی ہے کانٹوں پر خزاں میں

(٥)

جو اہلِ عشق ہیں وہ آزمائے جاتے ہیں
فرازِ دار پہ اکثر چڑھائے جاتے ہیں

کسی مقام پہ اہلِ جنون نہیں رُکتے
سُلگتے دشت میں رستہ بنائے جاتے ہیں

ہٹاکے کرب کے کانٹوں کو راہِ منزل سے
مسرتوں کے گلِ تر کھلائے جاتے ہیں

جنہوں نے خود تو کبھی آئینہ نہیں دیکھا
زمانے بھر کو وہ شیشہ دکھائے جاتے ہیں

جو سایہ دار ہے محمود ہے ثمرور بھی
اُسی درخت کو پتھر ستائے جاتے ہیں

دو شعر

لُوٹنا ، پیٹنا ، مارنا ، کاٹنا　　اُن کے دن رات کا مشغلہ بن گیا
بچ کے رہنا زمانے میں اشرار سے　　اب یہ کتنا بڑا مسئلہ بن گیا

(٥)

ہے جلوہ نورِ مطلق کا نظر اپنی جہاں تک ہے
نظر کی حد سے آگے تو وہی جانے کہاں تک ہے

جو دیکھو میری ہستی کو میں اک ذرہ ہوں بے مایہ
نہ پوچھو میری ہستی کی زمیں سے آسماں تک ہے

فلک بجلی گرائے تو چمن کی خیر پھر کیسی
سمجھو اے چمن والو تباہی آشیاں تک ہے

کبھی موتی بھی کچھ چن لے مطالب کے سمندر سے
تری تنقید اے ناقد فقط طرزِ بیاں تک ہے

کٹے جاتے ہیں ہم محمود سانسوں کا سفر لیکن
پتہ اسکا نہیں ہم کو ہمیں جانا کہاں تک ہے

دو شعر

اُنکے ہاتھوں ہی سے الجھا کئے کانٹے اکثر
پھول جو راہِ محبت میں بچھائے آئے

ہوش والے تو چلے رخ پہ ہواؤں کے مگر
رخ ہواؤں کا بدلنے کو دوانے آئے

(۵)

یوں تو دنیا میں کئی دارا ہوئے
اب کہاں ہیں وہ کہاں ہیں کیا ہوئے

پوچھتے ہو، ہم پہ کیوں شیدا ہوئے
آپ کیوں یہ حُسنِ سرتاپا ہوئے

دردِ دل انسانیت پاسِ وفا
کم سے کم ہوتے گئے عنقا ہوئے

حق کا دامن ہم نہ چھوڑیں گے کبھی
سینکڑوں دشمن بھی گر پیدا ہوئے

اسکے سنگِ در پہ اپنا سر جھکا
کامرانی کے دریچے وا ہوئے

پھول برسائے رہے محمودؔ وہ
جب کبھی کہنے پر آمادہ ہوئے

ترانے کم یہاں ماتم بہت ہیں
جہانِ رنگ و بو میں غم بہت ہیں

لبوں پر گیت ہیں اونچے سروں میں
دلوں کے سُر مگر مدھم بہت ہیں

فرازِ دار پر پہنچے ہیں اکثر
وفا کی راہ میں جوکھم بہت ہیں

فراوانی بہت ہے قاتلوں کی
مسیحا اس جہاں میں کم بہت ہیں

غموں کا ہو ہمیں محمودؔ کیا غم
نبٹنے کو غموں سے ہم بہت ہیں

(۵)

جس سے کردار کی دولت ہی سنبھالی نہ گئی
قوم وہ قعرِ مذلت سے نکالی نہ گئی
علم کی روشنی پھیلی ہے زمانے میں مگر
تنگ حالی نہ گئی ، پست خیالی نہ گئی
زندگی بارگراں ہے نہ مصائب سے بھری
اپنے ہاتھوں سے اگر بوجھ بنالی نہ گئی
آہِ مظلوم نہ لوٹی رہی دامن تو کبھی
دل کی فریاد کبھی عرش سے ٹالی نہ گئی
نورِ ایماں سے جو محمودؔ منور نہ ہوا
ایسے انساں کی کبھی خام خیالی نہ گئی

تین شعر

حقیقت کی دنیا میں کانٹے زیادہ گلوں سے بھری ہے فسانوں کی دنیا
غریبی کا عالم اندھیرا اندھیرا درخشاں درخشاں امیروں کی دنیا
یہ دنیا ہے محمودؔ سیماب فطرت ہے پل پل بدلتے نظاروں کی دنیا

(۹۵)

چمن کا رخ جو کبھی گل عذار کرتے ہیں
روش روش پہ وہ رنگ بہار کرتے ہیں

جہاں میں آج ہزاروں ہی پیار کرتے ہیں
سوائے چند سبھی کاروبار کرتے ہیں

لبوں پہ چپ کا ہے تالا پڑا ہوا لیکن
زبانِ چشم سے قول و قرار کرتے ہیں

انھیں کو منزلِ مقصد سلام کرتی ہے
رہِ طلب میں جو گرد و غبار کرتے ہیں

شمار ان کا لئے تری رحمتوں لکھے کا گیا
یہ ہم نے مانا گنہ بے شمار کرتے ہیں

ہم ان سے کس طرح محمود بچ سکیں گے آخر

دو شعر

یہ زمیں ، چاند ستارے نہ سمندر بدلے
گل کی خوشبو نہ تو کانٹوں ہی کے نشتر بدلے

رکھ دیا وقت نے، انساں کو بدل کر کتنا
فکر کے غور کے کردار کے تیور بدلے

(٥)

دردِ دل کا کوئی جزِ مرگ مداوا ہی نہیں
یہ وہ مہمان ہے جو آتا ہے تو جاتا ہی نہیں

سر تو جھک جائے مگر دل کی جبیں جھک نہ سکے
یہ بھی سجدہ ہے کوئی یہ کوئی سجدا ہی نہیں

یوں تو دنیا کی ہر اک چیز خریدی ہے مگر
پیار سچا کبھی دولت نے خریدا ہی نہیں

قامتِ حرص کو چادر کوئی کافی نہ ہوئی
پیاس ایسی کہ جو بجھا دے کوئی دریا ہی نہیں

عکسِ ظاہر تو دکھا دیتے ہیں شیشے محسوس
عکسِ باطن جو دکھا دے کوئی شیشہ ہی نہیں

(٥)

دو شعر

پسینہ بن کے خوں مٹی میں جب شامل نہیں ہوتا
درختِ آرزو سے کوئی پھل حاصل نہیں ہوتا

کھلے بندوں ہوا کرتے ہیں قتل و خون کے ساماں
امیرِ شہر جب انصاف پر مائل نہیں ہوتا

(٥)

اُسکی مرضی یہی ہوگی یہی منشاء ہوگا — یہ سمجھ کر ہمیں ہر حال میں جینا ہوگا
شوقِ منزل ہوتو پھر دھوپ میں چلنا ہوگا — ہوں جو شعلے بھی تو شعلوں سے گزرنا ہوگا
دشتِ تاریک میں ہر سمت بھٹکتی ہوگی — زندگی میں جو نہ جینے کا سلیقہ ہوگا
کُشتۂ تیغِ ستم ہے یہ جواں لاش یہاں — اِسکی ماں نے اِسے کس چاؤ سے پالا ہوگا

خیر کے نور سے جگمگ یہ کرے گی دنیا
جب بھی محمودؔ یہاں سبز اجالا ہوگا

(٥)

یوں تو نظروں سے ہماری وہ نہاں ہوتی ہے — ہم جہاں جائیں وہ چشمِ نگراں ہوتی ہے
زندگی وقت کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر — آج ہنستی ہے تو کل نوحہ کُناں ہوتی ہے
طعنہ زن ہوتو کلیجے کو یہ چھلنی کردے — ورنہ مرہم بھی یہ دنیا کی زباں ہوتی ہے
کوئی شیشہ بھی جو ٹوٹے تو چھنک کر ٹوٹے — دل جو ٹوٹے بھی تو آواز کہاں ہوتی ہے

وہ جوانی جو نہ ہو جوشِ جنوں کی پیکر
وہ تو محمودؔ جوانی ہی کہاں ہوتی ہے

(٥)

نہیں مراد کوئی تیری آرزو کے سوا
کوئی تلاش نہیں تیری جُستجو کے سوا

بہے جو آنکھ سے پانی تو دل کریگا وضو
ملے گی لذت سجدہ نہ اس وضو کے سوا

نظر فریب ہے کتنا بہارِ نو میں چمن
گلوں میں رنگ ہیں لیکن وفا کی بو کے سوا

زبانِ خنجرِ قاتل سے آرہی ہے صدا
یہ میری پیاس ہے بجھتی نہیں لہو کے سوا

جو معتبر نہ ہو محمودؔ زندگی نہ نہیں
حیات کیا ہے بسر ہو جو آبرو کے سوا

(٥)

تُو تو مستور ہے جلوہ ترا مستور نہیں
کس جگہ تُو نہیں کس کس میں ترا نُور نہیں

دُور ایسا کہ بہت دُور بہت دُور مگر
پاس اتنا کہ رگ جاں سے مری دُور نہیں

یوں تو چہروں پہ تبسم کی لکیریں ہیں یہاں
دل کی پوچھو نہ مگر ، دل کوئی مسرور نہیں

تفرقے . پھوٹ ، تعصب یہ فسادوں کا چلن
ان سے بڑھکر کوئی تہذیب کے ناسور ہیں

اس کی پرواز بلندی پہ ہے شاہیں کی طرح
فکرِ محمودؔ کسی خول میں محصور نہیں

(۹)

چلیں گی جبر و تشدد کی آندھیاں کب تک
اڑیں گی امن کے دامن کی دھجیاں کب تک

اِس اقتدار پہ اتنی اکڑ نہیں اچھی
رہیں گی آپکی قائم یہ کرسیاں کب تک

بہارِ حُسن و جوانی پہ ناز ہے کتنا
رہے گی تم پہ جوانی یہ مہرباں کب تک

ہوئی جو شام تو ، تابندگی کہاں ہوگی
رہے گا نیر تاباں بھی ضوفشاں کب تک

دیارِ ہند میں معصوم دُلہنوں کے لئے
بنیں گی قتل کا سامان شادیاں کب تک

غموں کی آگ کے شعلے تو بجھ گئے محمودؔ
نہ جانے دل سے اٹھے گا ابھی دھنواں کب تک

(۱۰)

وحشت میں اِدھر اُدھر گئے ہم
منزل تھی کِدھر کِدھر گئے ہم

کانٹوں میں جو بے خطر گئے ہم
دامن کو گلوں سے بھر گئے ہم

شعلوں میں تپے [illegible] گئے ہم
کندن کی طرح نکھر گئے ہم

چہروں پہ لگے جو تھے [illegible] چہرے
شہروں میں [illegible] جدھر گئے ہم

غیروں نے [illegible] نہیں ہے
[illegible] جفا سے مر گئے ہم

[illegible] محل [illegible] ٹوٹا
محمود بکھر بکھر گئے ہم

(۵۹)

[illegible] زہر [illegible] فضا [illegible] ہے — [illegible] یہ [illegible] ہے

[illegible] ہر طرف [illegible] ہر طرف [illegible] شعلے — [illegible] حاضر [illegible] ہوا [illegible] ہے

[illegible] نابلد [illegible] ہے جو [illegible] رہنماؤں سے — جو [illegible] رہبر [illegible] کیا [illegible]

[illegible] ہے جو [illegible] تو [illegible] ہے میرا — [illegible] دیکھتا [illegible] کیا [illegible]

[illegible] جہاں [illegible] دعا [illegible] مانگو — [illegible] بیٹھے [illegible] کیا [illegible]

جو نہیں اپنے دور کا عکاس
شاعری کا وہ آئینا کیا ہے

وہ ہے محوؔ (۵۵) جو سمجھ پائے
طائر وقت بولتا کیا ہے

دو شعر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گیا [illegible] عالم [illegible] جہاں [illegible] کا — [illegible] کی [illegible] شیشے کا

[illegible] علم [illegible] نہیں [illegible] آتا، جب [illegible] قرینے کا — [illegible] حوصلہ [illegible] نہیں ہوتا [illegible] اٹھا کے [illegible] کا

(۵)

پھول جب نہیں کھِلتے ڈالیاں ترستی ہیں
گود ہو اگر خالی لوریاں ترستی ہیں

زر نہ دیں جو منہ مانگا کوئی بَر نہیں ملتا
زندگی کے ساتھی کو لڑکیاں ترستی ہیں

نت نئے فسادوں سے زندگی اجیرن ہے
امن کی فضاؤں کو بستیاں ترستی ہیں

عدل جن کا کرتا تھا دودھ سے الگ پانی
اب کہاں ہیں وہ منصف کرسیاں ترستی ہیں

ہے خوشی کہاں محمودؔ اب تو بس دکھاوا ہے
دل کی شادمانی کو شادیاں ترستی ہیں

(۵)

گلشن ہو زندگی کا جو فصلِ بہار میں
مشکل بہت ہے دل یہ رہے اختیار میں

ہے ساری کائنات پہ حاکم خدا کے بعد
پرتو صفاتِ حق کا ہے مشتِ غبار میں

اب ہیں خلوص، پیار، محبت وفا کہاں
دولت کے آگے دل ہے یہاں کس شمار میں

آؤ مٹالیں بیٹھ کے آپس کے اختلاف
ڈالو نہ گھر کی بات کو باہر کے چار میں

پھولوں کے ہیں لباس جو خاروں کے زیبِ تن
محمودؔ کیا تمیز ہو اب گُل میں خار میں

(٥)

وہ آئے گا ابھی تھوڑے سے انتظار کے بعد
اک انقلاب جو آتا ہے انتشار کے بعد

بدلتے وقت نے گن گن کے انتقام لئے
ہوا زوال جو ظالم کا اقتدار کے بعد

لگائے جاتا ہے پھر وقت ٹھوکریں بھی انہیں
جو ہوشیار نہ ہوں وقت کی پکار کے بعد

جہاں میں ہر کوئی منصور، سرفراز ہوا
فرازِ عرش پہ پہنچا فرازِ دار کے بعد

دھڑکتا دل ہی تھا محمودؔ زندگی کا نشاں
یہ دیکھ لاش پڑی ہے یہاں قرار کے بعد

(٥)

پیکرِ حُسنِ شمائل کے حوالے کردو
زندگی رہبر کامل کے حوالے کردو

کھچ کے آجائے گی منزل ہی تمہارے آگے
خود کو گر صاحبِ منزل کے حوالے کردو

مشکلیں راہ کی ہوں فیضِ جنوں سے آساں
اک ذرا عقل کو تم دل کے حوالے کردو

جان جاتی ہوتو جائے نہ ہو پسپا کوئی
کشتیاں توڑ دو ساحل کے حوالے کردو

ہر زمانے میں یہ فرعونِ زمانہ بولا
حق پرستوں کو سلاسل کے حوالے کردو

شاعری میں گلؔ و بلبل کے فسانے چھوڑو
فکرِ محمودؔ مسائل کے حوالے کردو

دنیا نے [illegible] حق [illegible] آ دیا — [illegible] کو [illegible] چڑھا دیا

لیکر چلے جو ہاتھ [illegible] روشن [illegible] کتاب حق — [illegible] نے جہاں کو [illegible] دکھلا دیا

اب بھی [illegible] وہی [illegible] مگر — [illegible] کے [illegible] جھکتا [illegible] دیا

حرص و ہوس کی آگ نے نفرت کو دی ہوا — [illegible] کی [illegible] گلستاں [illegible] دیا

[illegible] کریں — [illegible] اپنے [illegible] دیا

اس کے کرم نے ہم کو یہاں کیا دیا نہیں
محمود تھی طلب (تو) طلب سے سوا دیا

دو شعر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نے [illegible] سمجھا [illegible] قدر — [illegible] بدن انسانیت کا آج [illegible] ہوا

[illegible] ایک شعر [illegible] کی [illegible] تو — [illegible] اخلاق کا معیار [illegible] گرتا ہوا

[illegible]

[illegible]

(۵)

جدھر دیکھو اندھیرا ہے دھنواں ہے
اُجالے کو ترستا کارواں ہے

اب تو ہر قدم پر ایک الجھن
ہر اک لمحہ نیا اک امتحاں ہے

جدھر ڈالو نظر، ہے موت رقصاں
پریشاں زندگی کا کارواں ہے

زباں پر پھول ہیں، نظروں میں خنجر
ہوس کا رنگ چہروں پر عیاں ہے

کشاکش کرسیوں کی رہبروں میں
لہو جنتا کا سڑکوں پر رواں ہے

سکونِ زندگی کہتے تھے جسکو
کہاں ہے وہ کہاں ہے وہ کہاں ہے

وہ جس پر ناز تھا محمود ہم کو
ارے کیا یہ وہی جنت نشاں ہے

دو شعر

رسمِ الفت کی نہ پوچھو ہے یہ جاری ہر طرف
کیا ہوا رسمِ وفا کو رہ گئی کیوں نام کی

تیغِ قاتل سے ہو بسمل یا وہ سولی پر چڑھے
عاشقوں کو اے محمود کیا پروا کسی انجام کی

(۵)

عبادت جب ہماری بے ریا ہونے نہیں پاتی
ازل کے نُور کی دل میں ضیاء ہونے نہیں پاتی

زباں سے التجا میں گر تڑپ دل کی نہ ہو شامل
فقط آواز ہوتی ہے دعا ہونے نہیں پاتی

لگالیتے ہیں اک چہرہ تقدس کا تو چہرے پر
فرائض کی " الف " " بے " تک ادا ہونے نہیں پاتی

سیائے زندگانی اکتسابِ علم و فن سے ہے
نہیں تو زندگی روشن دیا ہونے نہیں پاتی

ر مظلوم ڈٹ جائیں مظالم کے مقابل میں
کسی بھی ظلم کی پھر انتہا ہونے نہیں پاتی

را سی ڈھیل دے کر پھر سزا قدرت ہی دیتی ہے
جو مجرم کو عدالت سے سزا ہونے نہیں پاتی

وش محمود ہوتی ہے جو اپنی زندگانی کی
غموں کا حادثوں کا سلسلہ ہونے نہیں پاتی

ایک شعر

ہینِ محبت ہیں مسلک میں محبت کے
نظروں کی زباں سے بھی شکوے جو نکل جائیں

(۵)

پلکوں سے جو ڈھلکے عارض پر وہ درد کا مظہر ہوتا ہے
آنسو جو سرِ مژگاں ٹھیرے وہ غم کا سمندر ہوتا ہے

دو پل کے لئے مُسکالینا ، ہنس ہنس کے ذرا اترالینا
پھر دھوپ میں تپنا مرجھانا ، ہر گُل کا مقدر ہوتا ہے

تاثیرِ محبت کے صدقے ، تنویرِ محبت کے قرباں
جس سمت نگاہیں جاتی ہیں ، وہ حُسن کا پیکر ہوتا ہے

جب یاس کی آندھی چلتی ہے ، طوفان غموں کے اٹھتے ہیں
اشکوں کی جھڑی لگ جاتی ہے ، برسات کا منظر ہوتا ہے

چھپ چھپ کے ستم جو کرتا ہے محمودؔ کرم کے پردے میں
ایسا بھی جفا خُو ہوتا ہے ، ایسا بھی ستمگر ہوتا ہے

(۵)

چل کے تھم جائے گا حالات کا طوفان اک دن — پھر بدل جائیں گے اندازِ گلستاں اک دن

حسنِ تدبیر کے شانے سے سنور جائے گی — وقت و حالات کی یہ زلفِ پریشاں اک دن

ساز و ساماں سبھی اوروں کے حوالے کرکے — ہم کو کرنا ہے سفر بے سروساماں اک دن

اپنے چہرے سے وہ مکھی نہ اڑا سکتا تھا — اتنا مجبور ہوا رستمِ دوراں اک دن

چاہے سڑکوں پہ گرا دو کہ بہا دو ندیاں — رنگ لاتا ہے یہاں خونِ شہیداں اک دن

آدمی رہ گئے محمود مشینیں بن کر

کاش [illegible] یہ اولاد ہو انساں اک دن

[illegible] یہ زندگی ہے خوابِ پریشاں تمام عمر

سورج رہے گا کُرۂ سوزاں تمام عمر — نرگس رہے گی دیدہ حیراں تمام عمر

جاری رہیں گے ٹھاٹ امارت کے عمر بھر — غربت رہے گی بے سروساماں تمام عمر

نذرِ خزاں ہوا ہے جوانی کا ہر چمن — کس پر رہی ہے فصلِ بہاراں تمام عمر

محمود اس جہاں میں کسی کی بھی زندگی

شاداں ہے عمر بھر نہ پریشاں تمام عمر

(٥)

سہہ سہہ کے ستم اُنکے ہنس ہنس کے وفا کرنا
دستور محبت ہے مرمر کے جیا کرنا

فرمان ہے ساقی کا میخانۂ الفت میں
ہاتھوں سے نہیں چھُونا آنکھوں سے پیا کرنا

اس طور سے بدلا ہے اب رنگ زمانے کا
کانٹوں سے وفا کرنا پھولوں سے دغا کرنا

ہر گام پہ گُل چیں ہے ہر شاخ پہ کانٹے ہیں
اِس پر بھی نہیں چھوڑا کلیوں نے کھِلا کرنا

مسلک یہ ازل سے ہے محمودؔ محبت کا
آنکھوں کی زباں سے بھی شکوے نہ کیا کرنا

(٥)

سسکتی امن کی جو فاختہ ہے
ہوس کے تیر نے زخمی کیا ہے

مُروت کے اجالے کو جہاں میں
شقاوت کا اندھیرا کھا چکا ہے

لو اب انسان سے کہتا ہے شیطاں
ترے اندر کا انساں مرگیا ہے

سنبھل کر دوستی کرنا گلُوں سے
کہ اب پھولوں میں کانٹوں کی ادا ہے

پکڑ لیتا ہے کیوں دکھتی رگوں کو
ارے محمودؔ تجھ کو کیا ہوا ہے

(۵)

فکر و نظر میں اُسکو بسا کر تو دیکھئیے
یادوں کے پھول دل میں اُگاکر تو دیکھئیے

دل کی لگی یہ آپ کو کردے گی کیا سے کیا
حُسنِ ازل سے دل کو لگاکر تو دیکھئیے

ذمّہ مرا جو حشر سے پہلے اُٹھے نہ حشر
پردہ ہٹا کے سامنے آکر تو دیکھئیے

دریا وہ مغفرت کا بہا دے گا سب گُنہ
آنسو ندامتوں کے بہاکر تو دیکھئیے

اس کو خموشیوں کی زباں سے پکار کر
دل کی صدا سے حال سناکر تو دیکھئیے

مانا نظر کو اُنکے نظارے کی ہے طلب
ظرفِ نظر کو ٹھوک بجاکر تو دیکھئیے

راہ وفا میں اُسکی ہیں کیا کیف و مستیاں
محمودؔ دو قدم ہی بڑھاکر تو دیکھئیے

دو شعر

سر اٹھاکر تمہیں جینا ہے زمانے میں اگر
صاحبِ علم و عمل صاحبِ کردار رہو

عزمِ محکم سے ہو محنت بھی سلیقے سے یہاں
ورنہ بے کس رہو ، بے بس رہو بیکار رہو

(٥)

زندگی اوجِ تمدن پہ چلی آئی ہے
اُلجھے اُلجھے سے مسائل بھی مگر لائی ہے

بدلی بدلی سی ہواؤں نے چمن کو بدلا
پھول پژمردہ ہیں، کانٹوں پہ بہار آئی ہے

جو پڑوسی کے لئے آپ نے سُلگائی تھی
یہ وہی آگ ہے جو آپ کے گھر آئی ہے

میرے پیچھے مرے کِردار کے قاتل لیکن
سامنے اکے وہ کہتے ہیں مرا بھائی ہے

مال تو مال نہیں جاں بھی ہماری اپنی
زندگی قرض ہے اور موت تقاضائی ہے

زندگی کا یہ سفر کھیل نہیں ہے محمودؔ
اک نئے طرز کی ہر گام پہ کٹھنائی ہے

(٥)

(٥) نظر اب ہماری جدھر دیکھتی ہے
ستم کی اگن سے زمیں جل رہی ہے

تشدد ہے شورش ہے فتنہ گری ہے
سیاست اب آتش فشاں بن گئی ہے

دھماکے ہیں شعلے ہیں آتش زنی ہے
تباہی کی سرحد پہ دنیا کھڑی ہے

جہاں میں قیامت کی ہے نفسی نفسی
سبھی کو یہاں اپنی اپنی پڑی ہے

اندھیروں میں دیتی ہے یہ ساتھ کسکا
اجالوں کی حد تک ہی اب دوستی ہے

سبھی کچھ اک اسکے سوا بھول جاؤ
کہ محمودؔ معراجِ الفت یہی ہے

(٥)

بدلے ہوئے مزاجِ جہاں کا یہ حال ہے — زخمی ہوا خلوص وفا پائمال ہے

جینے کو اہلِ زر کے ہیں ساماں نئے نئے — مفلس کا ہے یہ حال کہ جینا محال ہے

فتنے ، فساد ، جنگ و جدل کی ہے یہ صدی — اس آخری دہے میں تو فتنوں کا جال ہے

ترکش میں تیرے ، تیرِ ستم اور بھی ہیں کچھ — جاتی ہوئی صدی سے بس اتنا سوال ہے

محمودؔ سب گزرتے ہیں پھولوں کی راہ سے — کانٹوں کو روند روند کے چلنا کمال ہے

(٥)

اب ہر اک عیب کو اعجازِ ہنر کہتے ہیں — لوگ تاریکیِ شب کو بھی سحر کہتے ہیں

اپنی ہستی کو بدلتا ہے ، صدف میں رہکر — پھر چمکتا ہے تو قطرے کو گہر کہتے ہیں

زندگی لگتی ہے صدیوں کی مسافت لیکن — کہنے والے اسے دو دن کا سفر کہتے ہیں

کھاکے پتھر بھی جواباً جو ثمر دیتا ہے — ہم اسی صبر کے پیکر کو شجر کہتے ہیں

دل کی حالت کو جو چہرے سے پڑھ لیتی ہے

اسکو محمودؔ نظر اہلِ نظر کہتے ہیں

(۵)

چھیڑیں نہ تار ہی جسکے تو وہ رباب نہیں
ہے دل کی موت اگر دل میں اضطراب نہیں

قدم قدم پہ ہے دھوکہ، دغا، فریب یہاں
یہ دورِ نو کا ہے صحرا کہاں سراب نہیں

مرے وطن میں فسادوں کا چل پڑا ہے چلن
تباہیاں وہ مچی ہیں کہ کچھ حساب نہیں

اٹھیں گے اور بھی طوفانِ تباہیوں کے یہاں
جو شر پسند سیاست کا سدِّباب نہیں

ہر اک گناہ کا لکھا ہوا حساب تو ہے
کرم کرم ہے کرم کا کوئی حساب نہیں

کروں سوال تو محمودؔ کیا سوال کروں
وہ ہر سوال کا دیتے ہیں اک جواب "نہیں"

(۵)

جب فنائے عشقِ ربِّ دو جہاں ہوجائینگے
سر ہمارے رفعتوں میں آسماں ہوجائینگے

مہر و الفت کے یہاں دریا رواں ہوجائینگے
نفرتوں کے کوہ جل کر جب دھنواں ہوجائینگے

حوصلوں کے جب منظّم کارواں ہوجائینگے
راہ کے پتّھر بھی منزل کے نشاں ہوجائینگے

وہ خلوص و دردِ دل انسانیت پاسِ وفا
کیا خبر تھی سب کے سب اک داستاں ہوجائینگے

جوڑ دے اپنے ہنر سے جب کوئی پنچھی انہیں
بکھرے بکھرے ہیں جو تنکے آشیاں ہوجائینگے

کشتیوں کو پھر نہ ہو محمودؔ طوفانوں کا ڈر
جب ہمارے عزمِ محکم بادباں ہوجائینگے

(۵)

دیپ احساسِ مروت کے جلانے ہونگے
گیت اخلاص و محبت کے سنانے ہونگے

صحنِ گلشن میں جو کانٹے ہیں ہٹانے ہونگے
ایک جہتی کے ہمیں پھول نچھانے ہونگے

مہر و الفت کے سبق سب کو سکھانے ہونگے
تب کہیں امن کی راحت کے زمانے ہونگے

بات جب ہے کہ قریب آکے لبھائیں دل کو
دور رہ کر تو سبھی ڈھول سہانے ہونگے

شوقِ منزل ہو تو محمودؔ ہے رستہ آساں
ہاں مگر راہ کے پتھر تو ہٹانے ہونگے

(۵)

چمن کا امن و اماں کا ذکر کیا
شہر میں اب حفظِ جاں کا ذکر کیا

جو ہوا جو کچھ ہوا اچھا ہوا
دل کے سودے میں زیاں کا ذکر کیا

خاک ہوجانے کو ہے سارا چمن
اک ہمارے آشیاں کا ذکر کیا

جب گلے کے زور پر ہو شاعری
فکر کا، فن کا، زبان کا، ذکر کیا

دو جہاں محمودؔ ہیں اُن پر فدا
اک ہماری نقد جاں کا ذکر کیا

(۵)

ہوتی ہے کبھی اُسکی جو اک چشم کرم بھی
پَل بھر میں سنور جاتے ہیں تقدیر کے خم بھی

لاتی ہے دعا عرش سے رحمت بھی کرم بھی
ہو ساتھ اگر دل کی تڑپ دیدۂ نم بھی

خود بڑھ کے چلا آتا ہے دو چار قدم اور
ہم اس کی طرف جائیں اگر ایک قدم بھی

پل بھر میں گذر جاتے ہیں دن عیش و طرب کے
صدیوں کے برابر ہے مگر اک شبِ غم بھی

سمجھو نہ فقط آپ ہیں دیوانے وطن کے
اِس شمعِ فروزاں کے ہیں پروانوں میں ہم بھی

تھک جاؤگے کہہ کہہ کے مگر وہ نہ سنیں گے
محمودؔ کہیں سنتے ہیں پتھّر کے صنم بھی

(۵)

حادثوں کے خوف نے انکے قدم روکے نہیں
کس مقامِ شوق پر اہلِ جنون پہنچے نہیں

فائدہ پورا نہیں دیتا کبھی وہ ذکرِ حق
جو زباں پر تو رہے دل میں مگر اترے نہیں

غیر کی بیساکھیوں کا کیوں سہارا لیں کبھی
کامرانی کیا جو خود اپنے ہی بل بوتے نہیں

خوشنما لگتا تو ہے تہذیبِ حاضر کا چمن
گُل نما کانٹے ہیں اِسمیں گُل نہیں بوٹے نہیں

حق پرستوں کا یہی محمودؔ شیوہ ہے کہ بس
جھوٹ ، ناحق ، ناروا باتوں سے سمجھوتے نہیں

(۵)

کیوں وہ ابہام کے پردے میں چھپادی جائے
بات سچی ہے دھڑلّے سے سنادی جائے

اہلِ دنیا سے صلے کی نہ توقع رکھنا
کرکے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے

ہوگی مقبول کبھی اور نہ عوامی ہوگی
وہ زباں زورِ حکومت سے جو لادی جائے

درد و آلام و مصائب سے بھری ہے دنیا
کیسے اِس دور میں جینے کی دعا دی جائے

اس سے بہتر کوئی محمودؔ نہ مصرف ہوگا
دولتِ دل ہے محبت پہ لٹا دی جائے

(۵)

پتہ نہ تھا کہ محبت نمائشی ہوگی
دلوں میں دشمنی ہونٹوں پہ دوستی ہوگی

سلامتی کا ادارہ ہی جب ستمگر ہو
کہاں سکون، کدھر امن و آشتی ہوگی

شرارتوں کا شجر ہی جو کاٹ کر رکھدو
رہے گا بانس ہی باقی نہ بانسری ہوگی

بس ان کا نام ہی اپنی زبان پر ہوگا
ہمارے سینے میں جب سانس آخری ہوگی

عروجِ فکر نہ محمودؔ شعریت جن میں
کدھر کے شعر کہاں کی وہ شاعری ہوگی

(۵)

ہو اگر نذرِ خزاں تیرا گلستاں غم نہ کھا
لوٹ کر پھر آئے گی فصلِ بہاراں غم نہ کھا

ہر غمِ دوراں کو اپنے اک تبسم سے ہٹا
ہے خوشی کا بس اسی میں راز پنہاں غم نہ کھا

سر ترا اونچا رہے تیغِ ستم کے سامنے
کٹ بھی جائے اِسمیں گر تیری رگِ جاں غم نہ کھا

غم کی فطرت ہیکہ گھبراؤ تو بڑھ جاتا ہے غم
سر پہ آئیں غم کے طوفانوں پہ طوفاں غم نہ کھا

جب سہاروں کے سہارے کا سہارا ہے تجھے
کامرانی کے فلک پر ہو نمایاں غم نہ کھا

ہر گلِ مقصد کو چن محمودؔ کانٹوں سے نہ ڈر
زندگی ہوگی تری پھر گُل بہ داماں غم نہ کھا

دو شعر

کسی کا ساتھ اندھیرے میں وہ نہیں دیتے
جو مثلِ سایہ اُجالے میں ساتھ ہوتے ہیں

خلوص و مہر و محبت کی اب نہ کچھ پوچھو
دلوں میں فاصلے ہاتھوں میں ہاتھ ہوتے ہیں

(۵)

حقیقتوں سے زمانہ ہوا ہے انجانا شکارِ مصلحتِ وقت ہے یہ دیوانا
بنا ہے فہم و فراست کا اب یہ پیمانا جو ہے فریب کا پیکر وہی ہے فرزانا
اُسے بھی دعویٰ اِدراکِ نورِ قدرت ہے وجودِ خاکی کو اپنے نہ جس نے پہچانا
وہ جسکی آگ میں جلتی ہیں لڑکیاں اکثر خدا خراب کرے اِس جہیز کا خانا
نہ تھا یہ حال سیاست کا دورِ ماضی میں کبھی نہ تھی یہ شرافت سے اتنی بیگانا
جہانِ نو میں سیاست اسی کو کہتے ہیں اِدھر سے آگ بُجھانا ، اُدھر سے سلگانا

وہ تیز گام ہے محمودؔ راہِ منزل پر
بکارِ خود ہے بہت ہوشیار دیوانا

دو شعر

مختاریاں ملیں مجھے مجبوریوں کے ساتھ میں اک حصارِ جبر میں بااختیار ہوں
حاکم ہوں کائنات پہ اِذنِ خدا سے میں یہ میری کائنات کہ مشتِ غبار ہوں

موضوعاتی کلام

آفتاب

وقتِ سحر جو شرق سے نکلا تھا آفتاب — روئے فلک پہ نُور کا ٹیکہ تھا آفتاب
جُوں جُوں فلک کے اوج پہ پہنچا تھا آفتاب — نظروں کو تابِ دید نہ دیتا تھا آفتاب
جب نقطۂ عروج پہ پہنچا تھا آفتاب — دوزخ کے جیسی آگ کا گولا تھا آفتاب
آیا تھا جب زوال تو پیلا تھا آفتاب — جب ڈھل گیا تو خون کا تھالا تھا آفتاب
جھک کر فلک کے پیر کو چوما تھا آفتاب — دریائے اِنکسار میں ڈوبا تھا آفتاب

وقت

وقت پارہ مزاج ہوتا ہے — جانے کب کس طرح بدل جائے
آج ہے مہربان کل شاید — پیکرِ دشمنی میں ڈھل جائے
پیٹنا کیا فقط لکیروں کو — وقت کا سانپ جب نکل جائے
زندگی کے کارواں کی گرد بنکر رہگیا — وقت کی رفتار کا جسکو نہ اندازہ ہوا

قومی یکجہتی

اخلاص کا ہے دیس ، محبت کا دیس ہے
گاندھی کا یہ وطن ہے اہنسا کا دیس ہے

ہے فرق رنگ و نسل کا لیکن وطن ہے ایک
گُل ہیں ہزار رنگ کے صحنِ چمن ہے ایک

بولی الگ الگ ہے مگر قومیت ہے ایک
مذہب جُدا جُدا سہی انسانیت ہے ایک

آپس کی پھوٹ کس لئے بغض و عناد کیوں
دین و دھرم کے نام پہ فتنے فساد کیوں

فتنے یہ مسجدوں کے نہ یہ مندروں کے ہیں
جھگڑے یہ سارے دیس میں کچھ سرپھروں کے ہیں

فتنہ گری کی آگ لگاتا ہے جو کوئی
اپنے وطن کو خود ہی جلاتا ہے بس وہی

رکھنی ہے گر جہاں میں محمودؔ اسکی لاج
ہر دشمنِ وطن سے بچانا وطن کو آج

قطعہ

سارے بھارت میں منادی یہ پھرا دی جائے
بغض و نفرت کی جو دیوار ہے ڈھادی جائے
ہر ستم گار کو قاتل کو سزا دی جائے
بچ کے قانون سے کوئی نہ فسادی جائے

حیدرآباد دکن

اے قلی کی آرزو اے حیدرآبادِ دکن
تجھ کو قدرت نے ہے بخشا اک انوکھا بانکپن

تیری مٹی میں بسی ہے پیار کی مشکِ ختن
چار سو برسوں سے الفت کا مہکتا ہے چمن

مشرقی تہذیب کے جوہر نمایاں تجھ میں ہیں
فخرِ ہندستاں ہے تو اے نازشِ ارضِ دکن

فکر و فن کے اُن ستاروں نے لیا تجھ پر جنم
محوِ حیرت جن کی تابانی پہ ہے نیلا گگن

تو نے علم و آگہی کی یوں بکھیری ہے مہک
دُور تک جیسے مہکتا ہے کوئی کیوڑے کا بن

تو نے پائی ہے وراثت میں قلی سے شاعری
اے ادب کے پاسباں ، اے مرکزِ شعر و سخن

یا خدا مقبول ہو محمودؔ کی یہ التجا
امن کے اس چاند پر لگنے نہیں پائے گہن

قطعہ

یہ محبت کا نشیمن یہ قُلی کا شہر ہے
ہے روا داری کا گلشن یہ قُلی کا شہر ہے

آشتی کا ہے یہ مامن ، یہ قُلی کا شہر ہے
امن کی راحت کا مسکن یہ قُلی کا شہر ہے

جہیز

ایک سوال؟

اُلفت کا لین دین ہے چاہت کا لین دین
اِن پر پڑی ہے آج تجارت کی چھاپ کیوں ؟
قیمت وصول کرتے ہیں بیٹوں کی آجکل
ہے ماں کی آرزو کہ بہو گُل عذار ہو
قرآن سے جہیز کا ثابت نہیں جواز
سرکارِ دو جہاں نے نہ مانگا کبھی جہیز
محمودؔ کو نوازیئے اپنے جواب سے

ہیں شادیاں یہ پیار و محبت کا لین دین
حیران ہے اُداس ہے ، بیٹی کا باپ کیوں ؟
باپوں میں حرص آگئی سیٹھوں کی آجکل
سمدھن بھی اِسکے ساتھ بہت مال دار ہو
ہے مانگنا جہیز کا دنیا کی حرص و آز
جائز ہوا ہمارے لیئے کس طرح جہیز ؟
ہے مانگنے کا حق کہاں بیٹی کے باپ سے

ایک شعر

کنواریوں کا ترسنا یہ اپنے جوڑوں کو
فقط جہیز کی لعنت نہیں تو پھر کیا ہے ؟

ایسا کیوں؟

ہر اک مٹی کی مورت ہے، ہر اک ہے خاک کا پتلا
کوئی اعلیٰ ہوا کیسے، کوئی ادنیٰ ہوا کیونکر؟

جنم سے ہر کوئی بچہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے
ورق ہر ابتدائی زندگی کا صاف رہتا ہے

کسی کو پاک کیوں بولیں کوئی ناپاک کیوں ٹھیرے؟
کسی رُخ سے انہیں دیکھو سبھی بچے برابر ہیں

اُسی انداز سے ہنسنا، اُسی انداز سے رونا
وہی اُن کا مچل جانا، وہی ہنس کر بہل جانا

اُسی انداز سے کھانا، اُسی انداز سے سونا
اُسی انداز کا چلنا، اُسی انداز کا پھرنا

کبھی گر کر سنبھل جانا، سنبھل کر لڑکھڑا جانا
وہی رغبت کھلونوں سے، اُچھلنا کودنا یکساں

لڑکپن کا جو الّھڑپن جوانی کی حدوں میں ہو
سبھی میں بانکپن یکساں وہی ہیں دھڑکنیں دل کی
وہی الفت کی پینگیں ہیں، وہی چاہت کے میلے ہیں
جوانی ہو کسی کی بھی، جوانی تو دوانی ہے

سبھی کو گھیر لیتا ہے ، بڑھاپا ایک دن آکر
سبھی آخر کو روتے ہیں، جوانی عیش میں کھوکر

یہاں رہتا نہیں کوئی، سبھی جاتے ہیں دنیا سے
کوئی ایندھن میں جلتا ہے ، کوئی مٹی میں ملتا ہے
یہاں آنا ، یہاں رہنا ، یہاں سے پھر چلے جانا
سبھی جب ایک جیسے ہیں تو پھر یہ تفرقے کیسے ؟

کوئی ادنیٰ ہوا کیسے ، کوئی اعلیٰ ہوا کیونکر ؟
کوئی ہو پاک آخر کیوں ؟ کوئی ناپاک ہو کیسے ؟
مٹادو تفرقے سارے ، ہلادو اِن کی بنیادیں
سبھی انساں برابر ہیں ، سبھی انساں برابر ہیں